مسند علی حیدرؓ فی شانِ صدیق اکبرؓ

مقامِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بزبانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ



تالیف: ندیم بن صدیق سلمی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

مسند علی حیدر رضی اللہ عنہ فی شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مقامِ صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ
بزبانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تالیف:

ندیم بن صدّیق اسلمی

فاضل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، امیر و سرپرست اعلیٰ ادارہ سراج منیر

ناشر

اکبر بُک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 37352022

تالیف:

مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال و روایات کی روشنی میں

مؤلف: ندیم بن صدیق اسلمی

بانی ادارہ سراج منیر

سماعت: استاذ العلماء پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی

نیک آباد مراڑیاں شریف

نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد نواز چیئرمین علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف گجرات

اشاعت: جولائی، 2016ء

ہدیہ: 300/-

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
40 اردو بازار لاہور

فہرست

☆☆☆☆☆

ادارہ سراج منیر کا منشور و مقاصد

☆ رجوع الی اللہ و رسول اللہ ﷺ

☆ قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنا

☆ انسانیت کی خدمت و اصلاح اور فلاح کے لیے جد و جہد کرنا

☆ خدمت اسلام میں کوشاں رہنا

☆ تربیتی و اصلاحی قافلوں کا گلی گلی جا کر خدمات سر انجام دینا

0345-6377480 , 0346-5110282

☆☆☆☆☆

دیروز در بستاں سرا ہمہ طوطیاں خوش نوا
پڑھتی تھی نعت مصطفٰے ﷺ

بلغ العلیٰ بکمالہ

اور قمریاں بھی شوق میں ڈالے ہوئے سر طوق میں
کہتی تھیں اپنے ذوق میں

کشف الدجیٰ بجمالہ

اور بلبلیں بھی کو بکو لے لے کے ہر اک گل کی بو
کرتی تھیں چرچا سو بسو

حسنت جمیع خصالہ

چڑیوں کے سن کے چہچہے انسان بھلا کیوں خاموش رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے

صلوا علیہ و آلہ

☆ انتساب ☆

اس کتاب کو

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور

حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ

کے نام

منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

ندیم بن صدیق اسلمی

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر محمد نواز
چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف گجرات

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ مبارکہ میں آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو اصحاب رسول کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول خدا ﷺ کے سب سے پہلے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ بات نص سے ثابت ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا سفر وحضر اور جنگ وامن میں زندگی بھر ساتھ دیا۔آپ کو اپنی جان، مال، اولاد اور جملہ خاندان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت اور لگاؤ تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبر کا ساتھی بنا کر دنیاوی واخروی صحبت سے نواز دیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالی کے رسول ﷺ کا نائب وخلیفہ بننے کا شرف بھی حاصل ہے۔آپ کی خدمات میں خالصیت وللدیت کی وجہ سے آپ کو"افضل البشر بعد الانبیاء" کے عہدہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔

صحابی اول اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کتاب پروفیسر ندیم بن صدیق اسلمی نے تحریر کی جس میں محترم پروفیسر صاحب نے اس موضوع پر لکھے جانی والی دیگر کتب سے ہٹ کر اسلوبِ تحریر اپنایا ہے۔کتاب

ہٰذا کے پہلے باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال و آثار ذکر کیے
۔دوسرے باب میں احادیث صحیحہ وحسنہ کی روشنی میں فضائل ومناقبِ حضرت اب
رضی اللہ عنہ ذکر کیے ہیں اور وہ تمام روایات حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
مروی ہیں۔ان تمام روایات کو جرح وتعدیل کے اصولوں کے مطابق پرکھ کر ان
لگایا گیا ہے جو اس کتاب کی انفرادیت کی دلیل ہے جبکہ تیسرے باب میں احادیث
حکم نہیں لگایا گیا۔

امکانی حد تک یہ کتاب تعصب سے محفوظ ہے اور تبلیغی واصلاحی نقطہ نگاہ
لکھی گئی ہے۔حق کے متلاشی کے لیے اس میں یقیناً ہدایت کا سامان موجود ہے
میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے قارئین کی ظاہری و باطنی اصلاح فرمائے
آمین یا رب العلمین .

پروفیسر ڈاکٹر محمد نواز
چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف گجرات

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اصدق حدیثا والصلوۃ و السلام علی رسول الذی جآء بالصدق وعلی الصدیقِ الاکبر الذی صدق بہ وعلی آلہ الطاھرین و اصحابہ العادلین اجمعین.

امابعد:

اسلام عہدِ رسالت ﷺ سے آج تک اپنی مضبوط بنیادوں پر قائم و دائم ہے، اللہ کا کلام ہو یا رسول اللہ ﷺ کے فرمودات، یا وہ لوگ جن کو رفاقت رسول ﷺ میسر آئی ہو، پورے کا پورا اسلام اور اسلامی تعلیمات آج تک اپنی عدالت وصداقت کی وجہ سے مامون ومحفوظ ہے آغوشِ اسلام میں اللہ تعالی نے ایسے رجال کی پرورش فرمائی جن کی عدالت و ثقاہت اور ذہانت پر جملہ اقوام عالم نازاں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سے تمام عادلین ومعدلین، ثقات وموثقین، صادقین ومصدقین کا امام بنایا، اور آپ کو جامع خصوصیات سے نوازا، آپ قبولِ اسلام میں اول، ہجرت میں مقدم، امامت وخلافت میں مقدم، جمع قرآن (مصحف) میں مقدم، عدالت وثقاہت اور صداقت میں مقدم، علم وفقاہت اور قرأت میں مقدم، احسان اور جودت وسخاوت میں مقدم، رفعت ومنزلت اور عظمت میں مقدم گویا اللہ تعالی نے نہ صرف آپ کو جامع خصوصیات سے نوازا بلکہ تمام انسانیت سے (بعد از انبیاء) مقام ومرتبہ میں اعلیٰ وارفع

ومقدم کر دیا۔

معاملہ یہ ہے کہ دنیا میں ایسی کوئی شخصیت نہیں جس پر کسی نہ کسی نے کلام نہ کیا ہو لیکن اس کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ متکلم فیہ ویسے ہی ہو بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ متکلم اپنی کم عقلی، کم علمی، بے بضاعتی، کم نظری، کجروی یا ہٹ دھرمی کی بنا پر بھی کلام کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ بذات خود متنازعہ بن جاتا ہے۔ آہستہ، آہستہ اس کے کلام کی وجوہات منظر عام پر آنے لگ جاتی ہیں کیونکہ صاحبِ فکر ونظر کی جب نظر پڑتی ہے تو اغلاط چھپی نہیں رہتیں اسی طرح حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق سمجھا جانے لگا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اولادِ اطہار کے خلاف ہیں انہوں نے ان سے دشمنی رکھی، حالانکہ یہ بات حقیقت اور تاریخ کے خلاف ہے حتی کہ عقل بھی اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں بالخصوص اس معاملہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کئی قسم کے بے جا اعتراضات کیے جاتے ہیں حالانکہ آپ کا فرمان عالیشان موجود ہے:

والذی نفسی بیدہ لقرابة رسول اللہ ﷺ احب الی ان اصل من قرابتہ .(۱)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کے قریبیوں سے نیک سلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

---

(۱)—صحیح البخاری ۱۲/۵۰

بے جا اعتراضات اور کسی شخصیت کو متنازعہ بنانے کی کوشش کرنا عظیم جرم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی الحمدللہ ان تمام ترعیوب ونقوص سے مبراومنزا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے سے ان شبہات کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے جن کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل امتیازات کی حامل ہے:

۱- اس عظیم الشان اور غیر معمولی صفات کی حامل ہستی کی شان وفضیلت کو نہایت ادب کے ساتھ بیان کرنے کی جرأت کی گئی ہے۔

۲- یہ کتاب مسند کی حیثیت رکھتی ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ اور آپ کی شان وعظمت میں وہ روایات ذکر کی گئیں ہیں جو حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہیں بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات ہیں اور کچھ آپ کے اقوال وافعال ہیں۔

اسے یہ امتیازات بھی حاصل ہیں کہ استاذ العلماء حضرت پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا آپ اس وقت ایک بزرگ کی فاتحہ کے لیے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ آپ ہاتھ میں کیا ہے میں نے عرض کیا میرے ہاتھ میں ''مقام صدیق اکبر'' کتاب ہے تو آپ اس کتاب کے ٹائٹل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے تم بھی میرے ساتھ لاہور چلو جب ہم گاڑی میں بیٹھے تو آپ نے فرمایا پروفیسر صاحب یہاں سے جانے اور لاہور سے واپس آنے تک ساری کتاب مجھے پڑھ کر سناؤ مجھے یہ بات سن کر بہت دلی مسرت ہوئی کہ ایک ماہر اور متبحر عالم دین اور شیخ کی سماعت سے یہ

کتاب گذرے گی تو اس کو اور مضبوطی ملے گی گاڑی چلتے ہی میں نے کتاب کی قراء ت شروع کردی الحمدللہ لاہور سے واپس آنے تک اپنے شیخ کے سامنے مکمل کتاب کی عربی عبارات اور زیادہ تر اردو عبارات پڑھ دیں اور آپ کے علمی فیضان سے استفادہ بھی کیا۔

علاوہ ازیں حضرت پیر مفتی محمد عثمان علی قادری مدظلہ العالی کے ساتھ عمرہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ نے میری کتاب ''اللہ اور رسول کافی ہیں'' کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اور اس کتاب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ علاوہ ازیں میں نے خود بھی بار باران کتب کو ان حضرات القدس کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یہ کتاب تین ابواب میں منقسم ہے:

پہلے باب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف۔

دوسرے باب میں وہ روایات ہیں جن پر ہم نے کسی نہ کسی طریقے سے حکم لگایا ہے

تیسرے باب میں وہ روایات ہیں جن کی صحت وضعف پر حکم نہیں لگایا گیا۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان وفضیلت بیان کرنے یا اس کتاب کے اسلوب بیان میں کم علمی و بے بضاعتی کے سبب کوئی خطا سرزد ہوگئی ہو تو معاف فرمائے اور اس کتاب کو میرے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے اور مقبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اللھم انی اسألک العفو والعافیة و اسألک علما نافعا و عملا صالحا.

ندیم بن صدیق اسلمی
فاضل انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد،
بانی ادارہ سراجِ منیر پاکستان
لیکچرار یونیورسٹی آف گجرات
0345-6377480

باب اول

تعارف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری حیاتِ طیبہ قابلِ ذکر و تعریف ہے اسلام سے قبل بھی اللہ تعالی نے آپ کو عیوب و نقائص سے پاک و محفوظ رکھا، قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کی معیت کی بنا پر اللہ تعالی نے آپ کو اس مقام پر فائز کیا کہ تمام انسانوں میں انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد آپ کا ذکر آتا ہے۔ آپ کا مختصر تعارف کرواتے ہیں۔

اسم و نسب

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم و نسب عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر ہے۔(۱)

والدین

آپ کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ ہے، حضرت ابوقحافہ صحابی رسول ﷺ تھے، آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وصال ہوا۔

---

(۱)—غایة النهایة فی طبقات القراء ۱/۱۹۲ الاصابة فی معرفة الصحابة ۲/۱۵۱

محب طبری رقمطراز ہیں:

اسلم یوم الفتح و بایع رسول اللہ ﷺ وعاش مدة حیاة النبی ﷺ مدة خلافة ولده، وتوفی فی خلافة عمر رضی اللہ عنهم.(۱)

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ فتح کے روز اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور نبی کریم ﷺ اور اپنے بیٹے (حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ) کے عہد میں باحیات رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کا وصال ہوا۔

اور صحیح قول کے مطابق والدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم ہے۔(۲)

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے پہلے خطیب کے طو پر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دی تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو تکالیف و مصائب پہنچائے حتی کہ آپ بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو رسول اللہ ﷺ کا حال دریافت کیا تو حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا نے آگاہ کیا تو آپ نے واضح کہہ دیا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ سے نہ مل لوں تب تک نہ کھاؤں گا نہ پیوں جس وقت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تب حضرت ام الخیر سلمی رضی اللہ عنہ فیضان مصطفوی ﷺ سے مستفیض ہو کر ایمان لے آئیں۔(مختصر)۔(۳)

---

(۱)– الریاض النضرة فی مناقب العشرة ۱/ ۲۹

(۲) –اسد الغابة ۳/ ۲۰

(۳)–الریاض النضرة ۱/ ۳۰

ولادت

آپ عام الفیل کے تقریباً اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ آپ سے پہلے اس جہانِ آب وگل میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی گویا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر میں نبی کریم ﷺ سے چھوٹے تھے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ولد بعد الفيل بسنتين و ستة اشهر. (الصحيح هو الثلاثة). (۱)

ترجمہ: آپ عام الفیل کے دو سال، چھ ماہ بعد پیدا ہوئے۔

وفات

آپ کا جمعہ کے روز تیرہ ہجری کو وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

امام ابن اسحاق فرماتے ہیں:

توفي ابوبكر رضي الله عنه، يوم الجمعة، لسبع ليال بقين من جمادى الآخرة، سنة ثلاث عشرة، وصلى عليه عمر بن الخطاب. (۲)

---

(۱)—الاصابة ۲۷۱٦

(۲)—اسد الغابة ۳۸/۳

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت جمادی الآخرۃ کی سات راتیں باقی تھیں اور تیرہ ہجری تھی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عمر بن الخطاب نے پڑھائی۔

زیاد بن حنظلہ کہتے ہیں:

کان سبب موت ابی بکر الکمد علی رسول اللہ ﷺ . و مثلہ قال عبد اللہ بن عمر.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا غم تھا۔ یہی قول عبداللہ بن عمر کا ہے۔

کنیت والقاب

آپ کی کنیت ابوبکر تھی اور آپ کو صدیق، وصدیق اکبر اور عتیق کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔

آپ کے لقب عتیق کی وجہ کیا ہے؟ اس پر کئی اقوال ہیں:

بعض نے آپ کے حسن و جمال، بعض نے عیوب ونقائص سے پاک، بعض نے نارِ جہنم سے آزاد ہونا سبب بتایا ہے اور اگر یہ سارے اسباب بھی مراد لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ آپ حسین وجمیل بھی تھے، عیوب ونقوص سے مبرا اور ہمیشہ بھلائی پر گامزن رہے اور نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارک کی رو سے جنتی ہیں۔

---

(۱)—اسد الغابۃ ۳/۳۹

امام ابن اثیر الجزری فرماتے ہیں:

☆ عتیق لحسن وجهه وجماله قاله الليث بن سعد و جماعة معه وقال الزبير بن بكير و جماعة معه.

☆ عتيق لانه لم يكن فى نسبه شىء يعاب به.

☆ انما سمى عتيقا لان رسول الله ﷺ قال له :انت عتيق من النار.(۱)

ترجمہ:

☆ آپ کے خوبصورت چہرہ اور حسن جمال کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا گیا۔ یہ بات لیث بن سعد اور ان کے ساتھ ایک جماعت اور زبیر بن بکیر اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے کہی۔

☆ آپ کا نسب عیوب سے پاک ہے اس لئے آپ کو عتیق کہا گیا۔

☆ اس لئے آپ کو عتیق کہا گیا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا: آپ آگ سے آزاد ہیں۔

فضل بن دکین کہتے ہیں:

☆ سمى عتيقا لانه قديم فى الخير. (۲)

ترجمہ: آپ کا نام عتیق اس لئے رکھا گیا کیوں کہ آپ پہلے سے ہی بھلائی پر

---

(۱)–اسد الغابة ۳/۲۰

(۲)–الاصابة فى تمييز الصحابة ۶/۲۷۴

گامزن تھے۔

علامہ صفدی کہتے ہیں:

وقیل : كان له اخوان احدهما عتيق فمات عتيق قبله فسمی باسمه .(۱)

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: آپ کے بھائیوں میں سے ایک کا نام عتیق تھا وہ آپ سے پہلے فوت ہو گئے تو اس کی وجہ سے آپ کا نام عتیق رکھ دیا گیا۔

اور لقبِ صدیق کی وجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

لما اسری بالنبی الی المسجد الاقصی،اصبح یحدث بذلک الناس،فارتد ناس ممن کان آمن وصدق به و فتنوا،فقال ابوبکر : انی لاصدقه فیما هو ابعد من ذلک اصدقه بخبر السماء غدوة او روحة، فلذلک سمی ابوبکر الصدیق .(۲)

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصی تک سیر کرائی گئی صبح، صبح لوگ باتیں کرنے لگے، اور کچھ صاحبان ایمان وتصدیق بھی منحرف ہونے لگے اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس سے بھی بعید بات کی تصدیق کرتا ہوں اور میں تو صبح وشام آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں پس اسی وجہ سے آپ کا نام صدیق پڑ گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

---

(۱)—الوافی بالوفیات ۵/ ٤٢٦

(۲)— المستدرك للحاكم ۳/ ٦٢

ابو یحییٰ کہتے ہیں:

میں شمار ہی نہیں کرسکتا کہ کتنی بار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ رضی اللہ عنہ منبر پر فرماتے:

ان اللہ عزوجل سمی ابا بکر علی لسان نبیه ﷺ صدیقا.(۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے ابوبکر کا نام "صدیق" رکھا ہے۔

ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کی بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے یمن کی طرف گئے تو فرماتے ہیں کہ میری ازدقبیلہ کے ایک عالم شیخ سے ملاقات ہوئی جو لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے، جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے آپ حرم سے آئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، پھر کہنے لگے آپ قریش سے تعلق رکھتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، پھر کہا آپ تیمی ہیں میں نے کہا ہاں میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور میں کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں، پھر کہنے لگے بس ایک چیز اور پوچھنے والی رہ گئی ہے، میں نے کہا جی پوچھیں، کہنے لگے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹاؤ میں نے کہا وہ کیوں؟ کہنے لگے اپنے صحیح اور سچے علم کے مطابق میں جانتا ہوں کہ حرم کریں گے جو ادھیڑ عمر کے لوگ ہوں گے ان کے پیٹ اور بائیں ران پر نشانات ہوں

---

(۱)—ابن عساکر ۳۰/۷۵، الاصابة ۶/۲۷۷

میں ایک نبی تشریف لائیں گے اور نوجوان اور ادھیڑ عمر کے لوگ ان کے ساتھ تعاون گے، آپ پر لازم ہے کہ آپ مجھے دکھائیں تا کہ میں مکمل طور پر آپ میں اس خوبی کا مشاہدہ کرلوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے میری ناف کے اوپر کالا نشان دیکھا اور بولے: رب کعبہ کی قسم ہے آپ ہی ہیں وہ، اور میں آپ کو پہلے ایک بات بتا رہا ہوں اس میں احتیاط کرنا، آپ نے فرمایا کون سی بات؟ کہنے لگے ہدایت کی طرف میلان رکھنا اور درمیانہ راستہ اپنانا، اور اس چیز کے بارے میں ڈرتے رہنا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کی ہے۔۔ پھر شیخ نے کہا کہ مجھ سے کچھ شعر محفوظ کرلو میں نے کہا اس نبی کے بارے میں؟ تو کہا ہاں پھر انہوں نے وہ شعر ذکر کئے پھر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں آیا نبی کریم ﷺ کی بعثت ہو چکی تھی، میرے پاس عتبہ، وشیبہ، وربیعہ، وابوجہل، وابوالبختری اور قریش کے سردار آئے میں نے ان سے کہا: آپ کو کیا مسئلہ بن گیا ہے؟ کون سی مصیبت آن پڑی ہے؟ تو وہ کہنے لگے کیا عجیب واقعہ پیش آگیا کہ ابوطالب کے یتیم (بھتیجے) نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا آپ ہی کچھ کریں تو آپ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

یا محمد فقدت من منازل اهلک، و ترکت دین ابائک و اجدادک؟ قال: یا ابا بکر، انی رسول اللّٰہ الیک والی الناس کلهم فآمن باللّٰہ، فقلت ما دلیلک علی هذا، قال : الشیخ الذی لقیت بالیمن . قلت وکم من شیخ لقیت بالیمن، قال: الشیخ الذی افادک

الابیات .قلت ومن خبرک بهذایا حبیبی ؟ قال : الملک المعظ
الذی یاتی الانبیاء قبلی . قلت: مد ید،فانا اشهد ان لا اله الا ا
وانک رسول الله .(١)

ترجمہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم): آپ اپنے گھر سے غائب ہو گئے اور اپنے باپ، داد
دین چھوڑ دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر میں آپ اور تمام لوگوں کی طرف اللہ
رسول بن کر آیا ہوں آپ اللہ پر ایمان لے آؤ پھر میں نے عرض کیا: آپ کے پا
اس پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ شیخ جو آپ کو یمن میں ملے تھے، میں نے عر
کی: میں کتنے لوگوں سے یمن میں ملا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیخ جس نے آ
کو اشعار سے فائدہ پہنچایا۔ میں نے کہا اے حبیب: آپ کو یہ بات کس نے بتائی؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مقدس فرشتے نے جو مجھ سے پہلے بھی انبیاء کے پا
آیا، میں نے کہہ دیا: ہاتھ پکڑ لیں پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

شیخ

آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

تلامذہ

آپ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے: حضرت عمر، وعثمان، وعلی،

---

(١)—اسد الغابة ٢/ ١٤٠

وعبدالرحمٰن بن عوف، وعبداللہ بن مسعود، وعبداللہ بن عمر، وعبداللہ بن عمرو، وعبداللہ بن عباس، وحذیفہ، وزید بن ثابت، وعقبہ بن عامر، ومعقل بن یسار، وانس، وابوھریرۃ، و ابوامامہ، وابو برزۃ، ابوموسی، وعائشہ، اور اسماء - رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

اور کبار تابعین میں سے: الصنابحی، ومرۃ بن شراحیل، واوسط البجلی، وقیس بن ابوحازم، وسوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔(۱)

علمی مقام ومرتبہ

اللہ تعالی نے آپ رضی اللہ عنہ کو جس طرح انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں مرتبہ ومنزلت کے لحاظ سے افضلیت بخشی یوں ہی علم وعمل میں بھی آپ جیسا کوئی تھا، اور نہ ہی ہوگا، آپ سب سے زیادہ نسب کو جاننے والے، سب سے بڑے قاری، سب سے بڑے عالم، اور عظیم مجاہد وغازی تھے۔

وكان عالما بانساب العرب و اخبارها.(۲)

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ عرب کے نسبوں اور خبروں کے عالم تھے۔

امام عجلی کہتے ہیں:

كان اعلم قريش بانسابها.(۳)

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ قریش کو ان کے نسبوں کے ساتھ سب سے زیادہ جاننے

---

(۱)-الاصابة فى تمييز الصحابة ٦/ ٢٧٢

(۲)-اعلام الصحابة ص ٤٤

(۳)- تاريخ الثقات ص ٤٩١

والے تھے۔

امام ابن اسحاق کہتے ہیں:

کان انسب قریش لقریش، واعلمهم بما کان فیهامن خیر و شر.........وکانوا یالفونه لعلمه و تجاربه.(۱)

ترجمہ: قریش میں سے سب سے زیادہ نسب دان، اور ان کے ہر خیر وشر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور وہ لوگ آپ کے علم اور تجربہ کی وجہ سے آپ سے الفت رکھتے تھے۔

امام ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وکان من اعلم الصحابة،قدمه رسول الله ﷺ للصلاةبالناس فی حیاته وقد قال رسول الله ﷺ :لیؤمکم اقرأکم لکتاب الله عزوجل فان کنتم فی القرأة سواء فلیؤمکم اعلمکم بالسنة،فان کنتم فی السنة سواء فلیؤمکم اقدمکم هجرةفان کنتم فی الهجرة سواء فلیؤمکم اکبرکم سنافلو لم یکن اعلمکم بالسنةلما قدم،وروی حذیفة الیمان ان النبی ﷺ قال :ـــــ" اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر واهتدوابهدی عمار بن یاسروتمسکوا بعهد ام معبد". ولان الامة اجمعت بعد موت رسول الله ﷺعلی تقدیمه الخلافةو لا یقدم فی الخلافة الا امام مجتهد وروی ابن عون عن ابن

---

(۱)--سیرت ابن اسحاق ص ۱۲۰، الاصابة فی تمییز الصحابة ۲۷۵/٦

سرین قال : کانوا یرون ان الرجل الواحد یعلم من العلم ما لا یعلمه الناس اجمعون.قال : فکانه رای انی انکرت فقال : انی اراک تنکرما اقول الیس ابوبکر کان یعلم ما لایعلم الناس ثم عمر کان یعلم ما لا یعلم الناس؟

وایضا فانه ابان فی قتال مانعی الزکوۃمن قوته فی الاجتهادو معرفته بوجوه الاستدلال ما عجز عنه غیره فانه روئ،عمررضی الله عنه ناظرة فقال له: یا ابا بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یقول لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله و دمه الا بحقی و حسابه علی الله "

فقال ابوبکر والله لاقاتلن من فرق بین الصلاة والزکوة فان الزکوة حق المال لو منعونی عناقا کانوا یؤدونها الی رسول الله ﷺ لقاتلتهم علی منعها،قال عمر رضی الله عنه :والله ما هو الاانی رأیت الله قد شرح صدر ابی بکرللقتال فعرفت انه الحق .فانظر کیف منع عمر من التعلق بعموم الخبر من طریقتین :

احدهما انه بین ان الزکوۃمن حقها فلم یدخل ما نعها فی عموم الخبر.

والثانی انه بین انه خص الخبر فی الزکوۃکما خص فی الصلوۃفخص بالخبر مرة وبالنظر اخری و هذا غایة ما ینتهی الیه المجتهدالمحقق والعالم المدقق .

قال الامام : و ایضافانه لم یکن احد یفتی بحضرة النبی ﷺ غیر ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ....(۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، صحابہ علیہم الرضوان میں سب سے بڑے عالم تھے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ان کو امامت کے لئے مقدم فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: چاہیے کہ تم میں سے کتاب اللہ کی اچھی قرأت والا امامت کروائے اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا اور اگر سنت میں سب برابر ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا اور اگر ہجرت میں برابر ہوں تو عمر کے لحاظ سے بڑا امامت کروائے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرو اور عمار بن یاسر کے راستے پر چلو اور ام معبد کے عہد کو دلیل بناؤ۔ اور اس لئے بھی کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد امت، خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم پر جمع ہوئی اور خلافت میں امام مجتہد کو ہی مقدم کیا جاتا ہے۔ اور ابن عون، ابن سرین سے روایت کرتے ہیں کہ: تمام مردوں میں سے ایک ہی سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے، گویا کہ آپ نے سمجھا کہ میں اس بات کو ناپسند کر رہا ہوں تو آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ تمہیں اچھا نہیں لگ رہا تو کیا ابوبکر سب سے بڑے عالم نہیں تھے، پھر عمر سب سے بڑے عالم نہیں تھے؟۔

اور پھر یہ بھی بات ہے کہ: آپ نے مانعین زکوۃ کے ساتھ قتال میں اجتہادی

---

(۱)—طبقات الفقهاء ۱/ ۳۷

قوت اور استدلال کی وجوہات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مسئلے کو حل کیا جس کو حل کرنے سے باقی لوگ عاجز تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا:

اے ابو بکر! آپ لوگوں سے کیسے قتال کریں گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے کلمہ پڑھنے تک میں قتال کروں گا پس جس نے کلمہ پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنے مال اور خون بچا لئے شرط یہ ہے کہ وہ کوئی ناحق عمل کا مرتکب نہ ہو اور اس کا حساب اللہ تعالی پر ہے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کی قسم میں ضرور بہ ضرور ان سے قتال کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوۃ میں فرق کیا، زکوۃ مال کا حق ہے اگر کسی نے بھی اس میں رکاوٹ ڈالی جو رسول اللہ ﷺ کو لوگ دیتے تھے تو میں رکاوٹ ڈالنے والوں سے جنگ کروں گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالی نے قتال کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور مجھے پتہ چل گیا کہ یہی حق ہے۔

غور کریں: کیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عام خبر کے متعلق دو طریقوں سے منع کیا گیا:

☆ ایک یہ کہ: آپ نے واضح کر دیا کہ زکوۃ کا حق عام حکم میں شامل نہیں ہوگا۔

☆ دوسرا آپ رضی اللہ عنہ نے یہ واضح کر دیا کہ جو حکم نماز کے ساتھ خاص ہے وہی زکوۃ کے ساتھ خاص ہے۔

اور یہی حقیقت ہے جس پر ایک مجتہد، محقق، عالم اور مدقق کی نظر ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں (آپ کے سب سے زیادہ صاحب علم ہونے کی ایک دلیل یہ

بھی ہے کہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کسی نے بھی فتویٰ صادر نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد، قاضی، مفتی، اور ماہر عالم تھے جن کے پایہ کا کوئی نہ تھا گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بعد اپنی خلافت، امامت، اور علمیت میں کوئی ہمسر و ثانی نہ رکھتے تھے۔

ابن منظور افریقی نے آپ رضی اللہ عنہ کا طبقات الفقہاء۔(۱)

اور ابن الجزری نے طبقات القراء۔(۲) میں ذکر کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ مفتی بھی تھے اور فقیہ بھی، آپ امام بھی تھے اور قاری بھی، آپ مجتہد بھی تھے اور محقق بھی، عالم بھی تھے اور مدقق بھی، امیر بھی تھے اور خلیفہ بھی اور ان تمام تر صفات کے جامع تھے اور آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

روایات و مرویات

بعض محدثین کرام نے آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ احادیث کو مسانید کی صورت میں ذکر کیا ہے مثلاً:

امام احمد بن حنبل، امام ابو یعلی موصلی، امام حمیدی، امام طیالسی، امام عبد بن حمید، امام ابو بکر بزار نے مسند ابی بکر کے نام سے اور بعض نے مختلف ابواب و عناوین کے تحت آپ کی روایات کو ذکر کیا ہے۔

---

(۱)–طبقات الفقہاء ۱/۳۶

(۲)–غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۱/۱۹۲

احمد بن علی مروزی نے مسند ابی بکر الصدیق کے نام سے پوری کتاب لکھی ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

روی الصدیق عن رسول اللہ ﷺ مائة حدیث و اثنین و اربعین حدیثا.(۱)

ترجمہ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو چوبیس احادیث روایت کی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذخیرہ حدیث میں آپ کا اہم حصہ ہے۔

صفات وخصوصیات

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اسلم ابواہ جمیعا ولم یجتمع لأحد من الصحابة المهاجرین.(۲)

ترجمہ: حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے والدین اسلام لائے اور یہ خصوصیت مہاجرین صحابہ میں سے اور کسی کی نہ تھی۔

---

(۱)--تاریخ الخلفاء۱/۱۹

(۲)--الریاض النضرة ۱/۳۱

امام ابن اثیر جزری فرماتے ہیں:

وھو اول خلیفة کان فی الاسلام، واول من حج امیرا فی الاسلام، وھواول من جمع القرآن، وھو اول خلیفة ورثه ابوه.(۱)

ترجمہ: آپ اسلام میں پہلے خلیفہ تھے، حج کے لئے پہلے امیر مقرر ہوئے، سب سے پہلے قرآن کریم کو جمع کیا، پہلے خلیفہ ہیں جن کے باپ ان کے وارث بنے۔
آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس پر آپ کی محبت اور آپ کے میلان کی وجہ سے بہت سے لوگ ایمان لے کر آئے ان میں سے:

عثمان بن عفان، الزبیر بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص و طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم ہیں، یہ سب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔(۲)
سالم بن الجعد فرماتے ہیں:

قلت لمحمد بن الحنفية لای شیء قدم ابوبکر حتی لا یذکر فیھم غیره ؟ قال : لانه کان افضلھم اسلاما حین اسلم، فلم یزل کذلک حتی قبضه الله .(۳)

ترجمہ: میں نے محمد بن حنفیہ سے کہا: کون سی وجہ ہے کہ ابوبکر کو مقدم کیا جاتا ہے حتی کہ (آپ کے مقابلہ میں) کسی اور کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

---

(۱)–اسد الغابة فی معرفة الصحابة ۳/۲۸
(۲)–اعلام الصحابة ص٤٤، اسد الغابة ۳/۲۱:
(۳)–الاصابة فی تمییز الصحابة ٦/۲۷٥

کیوں کہ وہ سب لوگوں سے افضل ہیں جب سے اسلام لے کر آئے ہیں حتیٰ کہ اسی طرح ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان ابا بکر ھو اول من یدخل الجنة .(۱)

ترجمہ: بے شک ابوبکر سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

امامت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ امامت پر ذمہ داری نبھائی اور آپ کی موجودگی میں بھی امامت کروائی۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے آپ کو امامت کا حکم فرمایا جس طرح آپ ﷺ کا مشہور فرمان ہے:

مروا ابا بکر فلیصل بالناس.(۲)

ترجمہ: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

صحابیت

اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا.(۳)

ترجمہ: جب وہ اپنے صحابی سے فرماتے ہیں: آپ غمگین نہ ہو اللہ تعالیٰ ہمارے

---

(۲)—تفسیر روح البیان ۵/۵۵

(۳)—صحیح البخاری ۳/۷۹

(۳)—التوبة : ۴۰

ساتھ ہے۔

لفظ صاحبہ سے آپ کی صحابیت کی قطعیت ثابت ہو رہی ہے۔

حسین بن فضل فرماتے ہیں:

من قال ان ابا بکر لم یکن صاحب رسول اللہ ﷺ فهو کافر لانکاره نص القرآن .(۱)

ترجمہ: جس نے کہا کہ: ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے صحابی نہیں وہ کافر ہے کیوں کہ اس نے نص قرآنی کا انکار کیا ہے۔

امام قشیری فرماتے ہیں:

وفی الآیة دلیل علی تحقیق صحبة الصدیق .رضی الله عنه. حیث سماه الله سبحانه صاحبه.(۲)

ترجمہ: اس آیت میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کی تصدیق پر دلیل ہے، اس حیثیت سے کہ اللہ تعالی نے آپ کو صاحب کہا۔

امام زمخشری، وابوسعود اور نسفی کہتے ہیں:

من انکر صحبة ابی بکر فقد کفر لانکاره کلام الله .(۳)

ترجمہ: جس نے حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کیا اس نے کلام اللہ کے انکار کی

---

(۱)—تفسیر البغوی ٤/٤٩

(۲)—تفسیر قشیری ۳/۹۹

(۳)—الکشاف ۲/٤٢٢، مدارک التنزیل ١/٤٤٥، تفسیر ابی السعود ۳/١٦٨

وجہ سے کفر کیا۔

خود بھی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

انت صاحبی علی الحوض و صاحبی فی الغار.(۱)

ترجمہ: آپ غار میں میرے ساتھی تھے اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہوں گے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔(۲)

امام ابن حبان اور طبرانی نے: **صاحبی فی الغار** کے الفاظ نقل کئے ہیں۔(۳)

جناب حارث فرماتے ہیں:

ان ابا بکر الصدیق رحمۃ اللہ تعالی علیہ حین خطب قال : ایکم یقراء سورۃ التوبۃ ؟ قال رجل انا،قال : اقرأ .فلما بلغ : (اذ یقول لصاحبہ لاتحزن)، بکی ابوبکر وقال :انا واللہ صاحبہ.(۴)

ترجمہ: بے شک جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کون سورہ توبہ کی تلاوت کرے گا ایک شخص نے کہا: میں، تو آپ نے فرمایا تلاوت کرو جب وہ شخص اذ یقول لصاحبہ پر پہنچا تو آپ رو پڑے

---

(۱)–سنن الترمذی ۱۲/۱۲۹

(۲)–مصدر سابق ۱۲/۱۲۹

(۳)–صحیح ابن حبان ۲۷/۳۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۹۲

(٤)–تفسیر الطبری ١٤/٢٦٠

اور فرمایا اللہ کی قسم میں ہی ان ﷺ کا صاحب ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت یقینی اور قطعی ہے اور کسی بھی یقینی اور قطعی امر کا انکار کفر ہے۔

ایثار و قربانی

آپ رضی اللہ عنہ نے ان سات لوگوں کو کفر کے چنگل سے آزاد کروایا جن کو ایمان لانے کی وجہ سے سزائیں دی جارہی تھیں ان میں سے:

حضرت بلال، و عامر بن فھیرہ، و زنیرہ، ونھدیہ اور ان کی بیٹی، و جاریہ بنو مؤمل، اور ام عبیس۔ رضی اللہ عنہم۔ ہیں۔(۱)

- ☆ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے لئے زمین خرید کردی۔
- ☆ اپنے سارے گھر کا سامان حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردیا۔
- ☆ اس کے علاوہ آپ نے اسلام کے لئے بہت سی قربانیاں پیش کیں۔

ہجرت

آپ رضی اللہ عنہ کو جو اعزاز حاصل ہوا وہ کسی کو نہیں ہوا اللہ تعالی نے اس واقعہ کا قرآن کریم میں بڑے احسن انداز میں ذکر فرمایا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب اور ثانی اثنین کا لقب عطا فرمایا اور پھر نبی کریم ﷺ نے آپ کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا:

---

(۱)—الاصابة فی تمییز الصحابة ۶/۲۷۶

لا تحزن ان اللہ معنا . (القرآن)

آپ غمگین نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اس سفرِ ہجرت میں چند نکات ملتے ہیں۔:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تنہا رفاقت مصطفوی ﷺ ملی۔ اگر سچے مرید کو سچے مرشد کے ساتھ ایک پل بھی تنہا گزارنے کو مل جائے تو فیضان کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے سچے مرید کے لئے علوم و فیضان کی گرہیں کھل جاتی ہیں یہ تو ایک عام سے مرید اور مرشد کی بات ہے اگر مرید صداقت کا بادشاہ ہو اور مرشد کائنات کے تاجدار ہوں اور خدائی خزانوں کے مالک ہوں، وحیِ الٰہی کا نزول اور معیتِ خداوندی کا مژدہ جانفزاء بھی ہو تو وہ مرید نہ صرف کامل بلکہ چشمہ فیضان بن جاتا ہے جس سے اقوام عالم سیراب و مستفیض ہوتی ہیں۔

غزوات میں شرکت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہ رہے: احد، بدر، خیبر، احزاب وخندق، حدیبیہ، حنین، تبوک، سب میں شریک رہے اور رسول اللہ ﷺ کے محافظین میں سے تھے۔ مشکل ترین گھڑی میں بھی آپ نے دامن رسول ﷺ نہیں چھوڑا اور ہر قسم کے خطرات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ثابت قدم رہے۔

امام ابن سعد فرماتے ہیں:

شهد ابوبكر بدرا و احدا و والخندق والحديبية، والمشاهد

كلها مع رسول الله ﷺ ودفع رسول الله ﷺ رايته العظمى يوم تبوك الى ابى بكر و كانت سوداء و اطعمه رسول الله من خيبر ماته وسق، وكان فيمن ثبت مع رسول الله ﷺ يوم احد و يوم حنين حين ولى الناس.(١)

ترجمہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ بدر، واحد، وخندق، وحدیبیہ، اور جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ تھے وہاں وہاں حاضر ہوئے، اور تبوک کے روز حضرت ابو بکر کی عظیم رائے کو شامل کیا گیا، اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خیبر سے سو وسق کھانا دیا، اور جب احد و حنین میں لوگ بھاگنے لگے، تب آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

امام ابن اثیر فرماتے ہیں:

ولم يختلف اهل السير فى ان ابا بكر الصديق رضى الله عنه، لم يتخلف عن رسول الله ﷺ فى مشهد من مشاهده كلها.(٢)

ترجمہ: اہل سیر میں سے کسی نے بھی اس بات میں اختلاف نہیں کیا کہ آپ تمام مشاہدات میں سے کسی بھی جگہ سے پیچھے رہے ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

قال العلماء صحب ابوبكر النبى ﷺ من حين اسلم الى حين توفى لم يفارقه سفرا و لا حضرا الا فيما اذن له ﷺ فى

---

(١)—الطبقات الكبرى ٣/ ١٢٤

(٢)—اسد الغابة ٣/ ٢٧

الخروج فیہ من حج و غزوو شھد معہ المشاھد کلھاوھاجر معہ وترک عیالہ واولادہ رغبۃ فی اللہ ورسولہ ﷺ وھو رفیقہ فی الغار،قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ثانی اثنین اذھما فی الغار...وقام بنصر رسول اللہ ﷺ فی غیر موضع ولہ الآثار الجمیلۃ فی المشاھد وثبت یوم احد و یوم حنین وقد فرالناس.(۱)

ترجمہ: علماء فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آغازِ اسلام سے وفات تک نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے اور سفر و حضر میں کبھی جدا نہ ہوئے، جب تک کہ رسول اللہ ﷺ نے کہیں جانے کا حکم نہ فرمایا ہو خواہ وہ حج ہو یا غزوہ اور آپ تمام مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، آپ کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے اہل و عیال کو اللہ اور رسول ﷺ میں رغبت کی وجہ سے چھوڑ دیا اور غار میں بھی آپ کے رفیق رہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ثانی اثنین اذھما فی الغار..** اور رسول اللہ ﷺ کی مدد میں کسی ایک جگہ کے علاوہ ہر جگہ رہے اور آپ کی معیتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی بہت پیاری مرویات ہیں اور آپ احد و حنین میں اس وقت بھی ثابت قدم رہے جب لوگ بھاگ گئے۔

---

(۱)–تاریخ الخلفاء ۱/۱۳

مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی روشنی میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے کئی آیات بینات کا نزول فرمایا جو آپ کی رفعت و عظمت پر دلالت کرتی ہیں، کہیں آپ کی صداقت کا ذکر ہے اور کہیں صحابیت کا، کہیں آپ کی سخاوت کا ذکر ہے اور کہیں شجاعت کا، کہیں اللہ تعالیٰ کی معیت کا اور کہیں ایمان میں سبقت کا۔

☆ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

والذی جآء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون.(۱)

ترجمہ: اور جو صدق لے کر آئے اور جس نے تصدیق کی وہی پاکیزہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جمہور مفسرین کے نزدیک وصدق بہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الاتنصروه فقد نصر الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذ هما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هى العليا والله عزيز حكيم.(۲)

---

(۱)—الزمر:۳۳

(۲)—التوبة:۴۰

ترجمہ: تم اگر ان (رسول اللہ ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ نے تو ان کی مدد کی جب کفار نے ان کو نکالا تھا حالانکہ وہ دونوں میں سے دوسرے تھے جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا آپ غمگین نہ ہوں اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے پس اللہ تعالی نے ان پر سکون نازل فرمایا اور لشکر (ملائکہ) سے ان کی مدد کی جن کو تم نے دیکھا بھی نہ تھا اور اس نے کفار کی بات کو پست کر دیا اور اللہ کا کلام تو بلند و بالا ہے اور وہ ہی غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور معیتِ خداوندی اور سکون واطمینان کی بشارت دی گئی ہے۔

☆ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم .(۱)

ترجمہ: اور تم میں سے فضیلت و طاقت والے، قریبی و مساکین اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی قسمیں نہ کھائیں اور معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالی تمہاری مغفرت فرمائے اور اللہ تعالی بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

---

(۱)—النور:۲۲

امام طبری اس آیت کا شان نزول بیان فرماتے ہیں کہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لما نزل هذا،يعني قوله :(ان الذين جآؤا بالافک عصبةمنكم) في عائشة،وفي من قال لهاما قال قال ابوبكرو كان ينفق على مسطح لقرابته و حاجته : والله لا انفق على مسطح شيئا ابدا، ولا انفعه بنفع ابدا، بعد الذى قال لعائشةما قال و ادخل عليهاما ا:حل،قالت فانزل الله في ذلک (ولا ياتل اولوالفضل منكم والساعة) .....الآية، قالت فقال ابوبكر والله انى لاحب ان يغفر الله لى،فرجع الىٰ مسطح نفقته التي كان ينفق عليه،وقال والله لا انزعها منه ابدا.(۱)

ترجمہ: جب یہ حکم..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوا اور اس کے بارے میں جس نے آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو کچھ بھی کہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح پر قرابت کی وجہ سے ان کی ضرورت کے مطابق خرچ کرتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں کبھی بھی مسطح پر مال خرچ نہیں کروں گا اور نہ ہی اسے کسی قسم کا نفع دوں گا، کیوں کہ مسطح نے اچھا نہیں کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(۱)– تفسیر طبری ۱۹/ ۱۳۷

اللہ تعالی نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے بخش دے، پس آپ رضی اللہ عنہ نے مسطح والے معاملے کی طرف رجوع فرمایا اور اسی خرچ والی حالت کو برقرار رکھتے ہوئے فرمایا: میں کبھی بھی مسطح سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچوں گا۔

اس کے علاوہ جمہور مفسرین کرام کے نزدیک اس آیت کا سببِ نزول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

والسابقون الاولون من المهاجرين و الانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه و اعدلهم جنت تجرى تحتها الانهار خلدين فيها ابدا ذلك فوز العظيم.(۱)

ترجمہ: ایمان میں پہل کرنے والے، سبقت لے جانے والے مہاجرین اور انصار اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی اتباع کی، اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ تعالی نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ہی وہاں رہنے والے ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی فرماتے ہیں:

قال ابن اسحاق: فلما اسلم ابوبكر رضى الله عنه اظهر

---

(۱)—التوبة : ۱۰۰

اسلامه ودعا الى الله و الى رسوله..فاسلم على يديه فيما بلغنى : عثمان بن عفان والزبير بن العوام و عبد الرحمان بن عوف و سعد بن ابى وقاص وطلحه بن عبيد الله فجآء بهم الى رسول الله ﷺ حين استجابو اله فاسلموا و صلوافكان هولاء الثمانية النفر الذين سبقوا الى الاسلام،ثم تتابع الناس فى الدخول فى الاسلام،اما السابقون من الانصار : فهم الذين بايعوا رسول الله ﷺ ليلة العقبة.(١)

ترجمہ: امام ابن اسحاق فرماتے ہیں: پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے آپ نے اسلام کا اظہار فرمایا اور لوگوں کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف دعوت دی، پس جو بات مجھ تک پہنچی وہ یہ ہے کہ آپ کی دعوت پر حضرت عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، وعبد الرحمان بن عوف، وسعد بن ابی وقاص، وطلحہ بن عبید اللہ اسلام لائے، جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو آپ ان کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے کر آئے پس یہ آٹھ لوگ ایسے تھے جو اسلام قبول کرنے میں سبقت لے گئے، باقی لوگوں نے قبول اسلام میں ان کی اتباع کی لیکن انصار میں سے پہلے وہ ہیں جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

اس کے علاوہ کثیر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

ایسی کئی اور آیات ہیں جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت و مرتبت کو بیان کیا گیا ہے۔

---

(١) —تفسیر البغوی ٤/٨٨

مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ، ان سے تعلق و محبت، جانثاری، احسانات، اور جنت کی بشارت کا مژدہ جانفزاء سنایا ہے اور آپ کو لقب صدیق و عتیق سے نوازا ہے۔

چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چاہے ہجرت کا موقع ہو یا تبلیغ کا، غار میں تنہائی کا موقع ہو یا گھر میں، غزوات کا موقع ہو یا اسفار کا ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہے اور رسول اللہ ﷺ ان کی زندگی اور عادات و اطوار سے مکمل مطمئن تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان و عظمت اور مقام و مرتبت پر بہت سے ارشادات فرمائے ہیں جن میں سے چند ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

☆ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ بعثه علی جیش ذات السلاسل فاتیته فقلت ای الناس احب الیک، قال : عائشة فقلت: من الرجال؟ فقال: ابوها قلت: ثم من؟ قال :ثم عمر بن الخطاب فعد رجالاً.(۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے آپ کو لشکر ذات السلاسل پر (امیر مقرر کر کے) بھیجا پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: لوگوں میں آپ کو سب سے محبوب کون

---

(۱)—صحیح البخاری ۱۱/۴۹۷، صحیح مسلم ۱۲/۱۰۲

ہے؟ فرمایا: عائشہ پھر میں نے عرض کی کہ مردوں میں سے کون؟ تو فرمایا: عائشہ کے والد (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) پھر پوچھا پھر کون؟ تو فرمایا: پھر عمر بن خطاب، پھر اور بھی مردوں کے نام ذکر فرمائے۔

اس فرمانِ رسالت ﷺ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تھی۔ اور اس میں شک بھی کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر جگہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے چاہے مشکل و کٹھن راہیں ہوں یا آسان اور کشادہ، وہ سفر و حضر ہو یا قبر ہو، معیتِ مصطفیٰ کریم ﷺ آپ پر سایہ فگن رہی۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ صعد احدا وابو بکر و عمر و عثمان فرجف بهم فقال: اثبت احد، فانما علیک نبی و صدیق و شهیدان .(۱)

ترجمہ: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ﷺ و ابوبکر، و عمر، و عثمان رضی اللہ عنہم احد پر تشریف لے گئے پس احد ان کی موجودگی میں کانپنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے احد ٹھہر جا، بے شک تجھ پر نبی، و صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو لقب صدیق سے ملقب فرمایا ہے اور رہی بات احد کے کانپنے کی تو یہ کانپنا اور پھر ٹھہر جانا سب کچھ حضور ﷺ اور آپ کے محبین کی محبت کا متقاضی ہے۔

---

(۱)—صحیح البخاری ۱۲/۷

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ : من اصبح منكم اليوم صائما؟ قال ابوبكر: انا قال : فمن تبع منكم اليوم جنازة،قال: ابوبكر : انا، قال فمن اطعم منكم اليوم مسكينا؟ قال ابوبكر: انا،قال فمن عاد منكم اليوم مريضا؟قال ابوبكر : انا، فقال رسول الله ﷺ : ما اجتمعن فى امرىء الا دخل الجنة .(١)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے آج کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے، پھر فرمایا: تم میں سے آج کون جنازہ کے پیچھے چلا، ابوبکر نے عرض کی: میں، فرمایا تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ عرض کی: میں نے، فرمایا: آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ تو ابوبکر نے عرض کی: میں نے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں یہ چیزیں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اس روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بعد جنت کی بشارت دی گئی۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں:

قال رسول الله رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ ـ ـ ﷺ بكر فى الجنة و عمر فى الجنة و عثمان فى الجنة و على فى الجنة وطلحة فى الجنة والزبير فى الجنة

---

(١)—صحيح مسلم ١٢/ ١٠٦

و عبد الرحمن بن عوف فی الجنة و سعد فی الجنة وسعید فی الجنة و ابوعبیدة بن الجراح فی الجنة.(۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر جنت میں، اور عمر جنت میں، عثمان، وعلی، وطلحہ، وزبیر، وعبدالرحمٰن بن عوف، وسعد، وسعید، وابوعبیدہ بن الجراح جنت میں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

وهذا اصح من الحديث الاول .(۲)

ترجمہ: یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان مقدس ہستیوں کو جنت کی بشارت دی ہے اور پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا آپ کے مقام ومرتبہ کی دلیل ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ ما نفعني مال قط ما نفعني مال ابي بكر فبكى ابوبكر وقال هل انا ومالي الا لك يا رسول الله ﷺ .(۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے کبھی بھی اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی:

---

(۱)—سنن الترمذی ۱۲/۲۱۲

(۲)—المصدر المذكور ۱۲/۲۱۲

(۳)—سنن ابن ماجة ۱/۱۰٤، مسند احمد بن حنبل ۱۵/۱۷۵

میں اور میرا مال یارسول اللہ ﷺ آپ ہی کے لئے ہے۔

شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا۔(۱)

اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری ذات میرا سب کچھ رسول خدا ﷺ کے لیے ہے۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے خدا کا رسول ﷺ بس

---

(۱)—صحیح و ضعیف سنن ابن ماجة ۱/ ۱٦٦

مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اقوال صحابہ کی روشنی میں

کسی بھی انسان کی سوانح جاننے کے لئے ہم عصر اور قریبی لوگوں کے اقوال کو ترجیح اس لئے دی جاتی ہے کیوں کہ وہ لوگ ہر وقت پاس ہوتے ہیں اور اس شخص کے عادات واطوار سے آگاہ ہوتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ایک ایسی شخصیت کے حامل ہیں کہ جن کی فضیلت ومرتبت پر جمیع صحابہ کا اتفاق ہے، اور سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو محترم اور معزز اور اپنے سے بہتر سمجھتے تھے۔

ان کو اپنا سردار اور محبوب کہتے تھے، اور ان سے قلبی محبت رکھتے تھے، ان کا یہ خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔
ذیل میں چند روایات ذکر کی جاتی ہیں:

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابو بکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ ﷺ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار، ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

---

(۱)—سنن الترمذی ۱۲/۱۱٤

امام ترمذی فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح .(١)

ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

اى الناس خير بعد رسول الله ﷺ ؟قال: ابوبكر قلت: ثم من؟ قال: ثم عمر.(٢)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون؟ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر میں کہا پھر کون تو فرمایا پھر عمر۔

☆ عبداللہ بن شفیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

اى اصحاب رسول الله ﷺ كان احب الى رسول الله ﷺ ؟قالت: ابوبكر، قلت ثم من؟ قالت : عمر.(٣)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کون رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوبکر پھر میں کہا پھر کون؟ تو فرمایا: پھر عمر۔

---

(١)—سنن الترمذى ١٢/١١٤

(٢)—صحيح البخارى ١٢/٣

(٣)—سنن الترمذى ١٢/١١٥

امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا۔(۱)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی ﷺ فنخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ.(۲)

ترجمہ: ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں لوگوں میں سب سے بہتر ابو بکر پھر عمر پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سمجھتے تھے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں:

کنا معاشر اصحاب رسول اللہ ﷺ ونحن متوافرون نقول افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر.(۳)

ترجمہ: ہم تمام صحابہ رسول ﷺ کہا کرتے تھے: کہ اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن و ما رأہ المسلمون سیئافھو عند اللہ سیء وقد رأی الصحابۃ جمیعاان

---

(۱)—سنن الترمذی ۱۲/۱۱۵

(۲)—صحیح البخاری ۱۱/٤۸۹

(۳)— تاریخ الخلفاء۱/۱۷

یستخلفوا ابا بکر.(۱)

ترجمہ: جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہی ہوتا ہے اور جس کو مسلمان برا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہی ہوتا ہے، اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہتر سمجھا۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.(۲)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔

مدۃ خلافت

آپ کی مدتِ خلافت دو سال، اور تقریباً چار ماہ تھی اس میں مختلف اقوال ہیں:

علامہ صفدی کہتے ہیں:

و مكث ابوبكر فی خلافته سنتين و ثلاثه اشهر الا خمس ليال .وقال ابن اسحاق: توفی ابوبكر على راس سنتين و ثلاثه اشهر واثنتی عشرة ليلة من متوفی رسول الله ﷺ وقال غيره : عشرة ايام، وقال غيره: عشرين يوما، وقال ابو معشر: سنتين و اربعة اشهر الا ربع ليال و قال غيره : سنتين و ماته يوم .(۳)

---

(۱)–المستدرك للحاكم ۱۰/۲۵۷

(۲)–المستدرك للحاكم ۱۰/۲۵۷

(۳)–الوافی بالوفيات ۵/۴۲۹

ترجمہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت دو سال، اور پانچ دن کم تین ماہ۔اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی وفات سے دو سال، تین ماہ اور دس راتوں کے قریب فوت ہوئے اس کے علاوہ دس دن، بیس دن، بھی کہا گیا۔

ابومعشر کہتے ہیں: دو سال، چار راتیں کم چار ماہ اور بعض نے دو سال سو دن۔

امام ابن اثیر جزری فرماتے ہیں:

فكانت خلافته سنتين و ثلاثة اشهر و عشر ليال.(١)

ترجمہ: آپ کی خلافت دو سال، تین ماہ، اور دس راتیں تھی۔

تدفین

آپ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غسل کی وصیت کی تھی جس کی بنا پر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کا نماز جنازہ پڑھایا، حضرت عمر، وطلحہ، وعبد الرحمان بن ابوبکر نے آپ کو قبر میں اتارا اور رات کے وقت نبی کریم ﷺ کی معیت میں آپ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تدفین کی گئی۔

---

(١)—اسد الغابة ٣/٣٨

باب دوم

حضرت صدیق اکبر حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہما کی نظر میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے صحابی رسول ﷺ تھے کہ جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو والہانہ محبت تھی، آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے حد قدر کیا کرتے تھے، ہر جگہ آپ کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے، جو مقام و مرتبہ آپ (حضرت صدیق اکبر) کو بارگاہ مصطفوی ﷺ سے ملا اس کی پاس داری کرتے، آپ کے اتباع کو رسول اللہ ﷺ کا اتباع قرار دیتے، آپ کو تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ اور بہتر قرار دیتے، ثانی اثنین و صاحب الغار کے لقب سے ملقب فرماتے، آپ کی امامت کو رسول اللہ ﷺ کی عطا سمجھتے، ہجرت میں تقدیم، غار میں رفاقت مصطفوی ﷺ اور نماز میں تقدیم کو فخر کے ساتھ لوگوں کو بتاتے، آپ کو نجیبِ امت سمجھتے، آپ کی سیرت کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے عین مطابق قرار دیتے، آپ کے لئے رحمت کی دعا کرتے، دینی و دنیاوی معاملات میں آپ کا اتباع کرتے، ہمیشہ آپ کے پیچھے نمازیں ادا کیں، آپ کو جنتی، امین، ہادی، مہدی، رشید، مرشد، امام الہدیٰ، شیخ الاسلام اور رجل مفلح کہتے، اس سے بڑھ کر اور کوئی کسی سے کیسے محبت اور اظہارِ محبت کر سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان اقدس کسی سے پنہاں نہیں آپ کی شجاعت کے دو عالم میں چرچے ہیں اور آپ کی ذات گرامی سے اپنے اور بیگانے بھی مطلع ہیں مسلم اور غیر مسلم بھی آپ کی شخصیت سے بخوبی واقف ہیں، آپ نے حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں اسلام کی بہت خدمات سرانجام دی ہیں اور ایسے ایسے مسائل کا حل پیش کیا جو کوئی اور نہ کر سکا گویا کہ آپ شریعتِ مطہرہ کی مشکل گرہیں کھولنے والے تھے اسی لئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:

لو لا علی لهلک عمر۔(۱)

اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔

ان تمام تر رفعتوں، عظمتوں، مرتبوں کے باوجود آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اطاعت و اتباع کی اور اس کو لازم وملزوم اور ضروری قرار دیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت و رفعت اور شان وشوکت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

ذیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ان روایات کو ذکر کیا جاتا ہے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بذات خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منزلت و مرتبت اور عظمت و رفعت اور منصبِ امامت و خلافت کو بیان فرمایا ہے۔

اس باب میں جو روایات بیان کی گئی ہیں کسی نہ کسی طریقہ سے ان پر حکم لگایا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ جو بھی احادیث ذکر کی جائیں وہ صحیح یا حسن سے کم درجہ کی نہ ہوں بصورت دیگر ان کا ضعف ذکر کر دیا جائے گا۔

۱-الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۳/۱۱۰۳، الریاض النضرة فی مناقب العشرة ۳/۱۶۱

امت میں سب سے بہتر کون؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر .(۱)

ترجمہ: اس امت میں اس امت کے نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکر ہیں اور پھر عمر۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل (۲)، شیخ الالبانی (۳)، شیخ الأرنوؤط (۴) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

وقد ثبت عنه بالتواتر ان خطب بالکوفة فی ایام خلافته و دار امارته .(۵)

---

(۱)-المسند لأحمد بن حنبل ۱/۱۰۶، المصنف لابن ابی شیبة ۶/۳۵۱ المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۱۰۷، المعجم الأوسط للطبرانی ۱/۲۹۷، فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ۱/۱۸۸۸، تاریخ دمشق ۸/۲۳، تاریخ بغداد ۱/۳۲۵، البدایة والنهایة ۸/۱۴، الکامل لابن عدی ۱/۵۰،تاریخ الاسلام للذهبی ۳/۱۱۵، حلیة الأولیا للاصفهانی ۷/۹۹، تاریخ جرجان ۱/ ۲۵۱، الاستیعاب ۱/۹۷، المسند للبزار ۱/ ۲۳۱۷، سبل الهدی والرشاد للصالحی ۱۱/۲۴۷،

(۲)-مسند احمد بن حنبل ۱/۱۰۶

(۳)-ظلال الجنة ۲/ ۳۴۲

(۴)-تخریج مسند احمد بن حنبل ۱/۱۰۶

(۵)-البدایة والنهایة لابن کثیر ۸/۱۴

ترجمہ: تواتر سے ثابت ہے کہ یہ خطبہ آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اپنے عہدِ خلافت اور دارالامارت میں ارشاد فرمایا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

هذا متواتر عن علی .(۱)،(۲)

ترجمہ: یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

---

(۱)- تاریخ الخلفاء ۱/ ۱۷

حاشیہ:

((۲)-متواتر کی تعریف بیان کرتے ہوئے امام شریف جرجانی فرماتے ہیں: **الخبر المتواتر ما بلغت رواته فی الکثرة مبلغا احالت العادة تواطئهم علی الکذب.** (المختصر فی اصول الحدیث للجرجانی ۱/۱)

ترجمہ: جس کے رواۃ اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا عادۃً محال ہو وہ خبر متواتر ہے۔

اسی مفہوم کی تعریف ابن حجر عسقلانی نے نزہہ۔(نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر ۱/ ۳۷) اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مقدمہ۔(المقدمه فی اصول الحدیث ۱/ ۷۵) میں کی ہے۔

متواتر کا حکم بیان کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ:

وهو المفید للعلم الیقینی..... والیقین هو الاعتقاد الجازم المطابق. (نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر ۱/ ۴۰،۴۱)

ترجمہ: خبر متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے اور یقین سے مراد پختہ اعتقاد ہے۔

پھر فرماتے ہیں: **ان خبر التواتر یفید العلم الضروری .... وهو الذی یضطر الانسان الیه بحیث لا یمکن دفعه.**

ترجمہ: بے شک خبر متواتر علم ضروری کا فائدہ دیتی ہے، انسان اس کی طرف اس طرح مجبور ہوتا ہے، اس کو ترک کرنا ممکن ہی نہیں ہوتا۔)(حاشیہ ختم ہوا)

ابن تیمیہ نے کہا:

وقد تواتر عنه انه كان يقول على منبر الكوفة خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر روى ذلك عنه من اكثر من ثمانين وجها و رواه البخاري وغيره ولهذا كانت الشيعة المتقدمون كلهم متفقون على تفضيل ابي بكر و عمر.(١)

ترجمہ: آپ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے، آپ کوفہ کے منبر پر یہ بات فرماتے تھے کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر ابو بکر پھر عمر ہیں یہ بات آپ سے اسی (80) سے زیادہ بار مروی ہے، اس کو امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے اسی وجہ سے تمام متقدمین شیعہ حضرت ابو بکر و عمر کی افضلیت پر متفق تھے۔

امام عبداللہ بن احمد، ودیگر کا اس روایت کو صحیح قرار دینا، امام سیوطی وابن کثیر اور دیگر کا متواتر کہنا اس روایت کی ثقاہت اور منزلت ومرتبت کو بیان کر رہا ہے۔

یہ روایت اپنے تمام رواۃ کے اعتبار سے صحیح ومعتبر اور قابل حجت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان تواتر سے ثابت ہونے کی وجہ سے قطعی ویقینی ہے لہذا آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امت محمدیہ سے بہتر ہونا بھی قطعی ویقینی ہے۔

---

(١)-مجموعة الفتاوى ١/ ٣٨٥

فوائد روایت

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ساری امت سے بہتر ہیں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سب سے بہتر ہونے کے قائل تھے۔

☆ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حاکمانہ اور حکیمانہ فیصلہ ہے۔

☆ اشارۃ خلیفہ اول کو ہی خلافت کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ 13 رجب بروز جمعہ 599ء کو پیدا ہوئے اور 19 رمضان المبارک 40ھ (660ء) کو وصال فرمایا آپ ۳۵ھ (656ء) سے ۴۰ھ (661ء) تک اسلامی حکومت کے چوتھے خلیفہ کے منصب پر قائم رہے۔

آپ کا اسم ونسب وکنیت اور لقب: ابوالحسن، ابوتراب علی حیدر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

آپ رسول اللہ ﷺ کے داماد، حضرت فاطمہ بنت رسول رضی اللہ عنہا کے رفیق حیات اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے والد مکرم تھے۔

آپ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں یمن کے گورنر (Governer) اور قاضی (Judge) رہے اور بین الاقوامی (International) وامورِ خارجہ (Foreign Affairs) کے وزیر

بھی رہے اور عہد رسالت میں اسلامی حکومت کے منتظم (Administrator) بھی رہے، غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ریاست مدینہ (State of Madina) کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا اور آپ نے خیبر بھی فتح کیا۔

عہدِ صدیقی میں آپ دارالافتاء کے رکن تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشیر (Advisor) بھی رہے۔

عہدِ فاروقی میں بھی آپ دارالافتاء اور مشاورتی کمیٹی (Advisory Board) کے رکن رہے۔

عہد عثمانی میں آپ سے اسلامی حکومت کے متعلق مختلف معاملات میں مشورے لئے جاتے رہے بلکہ خود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ سے مشاورت اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے تھے، آپ لوگوں کی طرف سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے اور آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مختلف لوگوں کو مامور کیے رکھا۔

یہ تمام تر تاریخی حقائق (Choronological Facts) بتا رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک عظیم ماہر قانون (Legal Expert) مفکر و محقق اور بہادر و شجاع انسان تھے۔

ان تمام تر خوبیوں کا نتیجہ آپ کے خلیفہ رابع (Fourth Rightious Caliph) کے طور پر سامنے آیا اور آپ اسلامی حکومت کے چوتھے خلیفہ قرار پائے۔
ان تمام صفات کی حامل شخصیت اپنی گفتگو کے اعتبار سے دو حیثیتیں رکھتی ہے۔

☆ حاکمانہ

☆ حکیمانہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا فرمان جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تھا وہ دونوں حیثیتوں سے تسلیم کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جب آپ نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا اس وقت آپ بقول امام ابن کثیر خلیفۂ وقت تھے اور اسلامی حکومت کے حاکم کی حیثیت سے اسلامی ریاست پر مامور تھے اور رہی بات حکیمانہ اعتبار سے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمتیں آپ کے در کی خیرات ہیں اور اس کے علاوہ آپ نے خلیفہ اول کی بیعت کر کے دانشمندانہ حکمت عملی اپنائی اور جمہوریت کو اس طرح مضبوط کیا کہ موروثی خلافت و حاکمیت کا پرچار ہی نہ ہو بلکہ خلیفہ و حاکم عوام یا مشاورتی کونسل کا منتخب کردہ ہو۔

یہ بات عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد امت مسلمہ اور رعایا جس شخص کا انتخاب کر رہے ہیں وہ کتنی اہمیت اور جامعیت کے حامل ہیں کیونکہ امت مسلمہ ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کرنے جا رہی ہے جو رسول کائنات ﷺ کے خلیفہ ہونگے جن کے کندھوں پر رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک دم امتِ مسلمہ اور اسلامی احکامات کے نفاذ کا بوجھ ہوگا۔ پس آپ کا خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امت میں سب سے بہتر قرار دینا حاکمانہ اور حکیمانہ فیصلہ ہے۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ:

عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سنا آپ فرماتے ہیں کہ:

الا اخبر کم بخیر هذه الامة بعد نبيها ؟ قال :فذكر ابا بكر ثم قال :الا اخبر کم بالثاني ؟ قال : فذكر عمر بن الخطاب،قال : ثم قال: لئن شئت لاخبر کم بالثالث ؟ قال: ثم سكت، قال : ثم ظننا انه يعني نفسه . قال حبيب : فقلت لعبد خير : انت سمعت هذا من علي،قال: نعم ورب الكعبة والا فصمتا.(١)

ترجمہ: کیا میں نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے بہتر شخص کا تم کو بتاؤں ؟راوی نے کہا پس آپ نے ابوبکر کا ذکر کیا پھر فرمایا: کیا دوسری شخصیت کا بھی بتاؤں تو فرمایا: عمر بن الخطاب پھر فرمایا اگر ارادہ ہو تو تیسرے کا بھی بتادوں پھر آپ خاموش ہو گئے پھر ہم نے گمان کیا کہ وہ آپ خود ہی ہیں۔حبیب کہتے ہیں پس میں نے عبد خیر سے کہا آپ نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنی ہے،آپ (عبد خیر) نے کہا: ہاں رب کعبہ کی قسم ہے۔

شیخ شعیب الارنؤوط کہتے ہیں:

اسناد قوی .(٢) سند قوی ہے۔

---

(١)—المسند لابی یعلی ٢/ ٢١، المسند لاحمد بن حنبل ٢/ ٣٧١
السنة لعبد الله ٣/ ٣١٤، امالی للمحالی ١/ ٢١١،فضائل الصحابة ١/ ٤٠٧
اتحاف الخيرة المهرة٧/ ٦٢، تاريخ دمشق ٣٠/ ٣٦٥

(٢)—مسند الصحابة ٣٠/ ٣٨٨

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقدم وافضل

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ:

آپ ہمارے لئے خلیفہ کا انتخاب فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

ما استخلف رسول الله ﷺ فاستخلف عليكم لكن ان ير
الله بالناس خيرا فيجمعهم بعدى على خيرهم كما جمعهم بعد نبيه
على خيرهم. (١)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے خلیفہ کا انتخاب نہیں فرمایا تو میں کیوں کروں
لیکن اللہ تعالی میرے بعد ان میں سے بہتر شخص کے انتخاب کا ارادہ فرمائے گا جس
طرح ان کے نبی ﷺ کے بعد بہتر کا انتخاب فرمایا۔

امام حاکم۔(۲) وامام ذہبی۔(۳) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

---

(١)—المستدرك على الصحيحين ٣ / ٨٣، شعب الايمان للبيهقى ٦ / ٦
دلائل النبوة للبيهقى ٨ / ٣٣٣، مجمع الزوائد للهيثمى ٩ / ٣٠، تاريخ دمشق
٣٠ / ٢٩٠، الكامل لابن عدى ٤ / ٣، السيرة النبوية لابن كثير ٤ / ٤٩٨، البداية
والنهاية ٥ / ٢٧١۔ تاريخ الاسلام للذهبى ٣ / ٦٤٦
تاريخ الخلفاء للسيوطى ١ / ١٤ فضائل ابى بكر للعشارى ٦١

(٢)—المستدرك للحاكم ٣ / ٨٤

(٣)—تلخيص المستدرك ٣ / ٨٤

رواه البزار و رجاله رجال الصحيح .(۴)

ترجمہ: اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔

فوائد روایت

☆۔خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ارادہ خداوندی کے مطابق قرار دیا گیا۔

☆۔آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ساری امت سے بہتر ہیں۔

☆۔خلافت صدیقی امت مسلمہ کا اجتماعی مسئلہ ہے۔

☆۔آپ کے امت میں سے بہتر ہونے پر حدیث مرفوع کو بطور دلیل پیش کیا۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ علم وعرفان اور حکمت کے بادشاہ تھے اس لئے آپ کے کلام کی خاصیت یہ ہے کہ ہر کلام حکمت سے معمور اور اپنے دائرہء کار میں بہت وسعت رکھتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے ایسے جملے ارشاد فرمائے جو رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ اور اقوال زریں کا عظیم باب بن گئے اس روایت میں آپ نے حدیث مرفوع پیش کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ارادہِ خداوندی کی خیرات قرار دیا ہے اور جہاں تک ارادہءِ باری تعالیٰ کی بات ہے تو اس کے متعلق ابن رشد کا کہنا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مبارکہ پاک ہے لہذا ارادہ باری تعالیٰ سے بھلائی کے سوا اور کوئی تصور ممکن نہیں اسی وجہ سے خیر کی نسبت

---

(٤)—مجمع الزوائد ٩ / ٣٠

ذاتِ باری تعالیٰ اور شر کی نسبت غیر کی طرف کی جاتی ہے۔ بھلائی کا ارادہ فرمانے سے مراد یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اس کی نگہبانی بھی فرماتا ہے اور اس کی نوعیت میں اسے ممتاز کر دیتا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من یرد اللہ به خیر یفقهه فی الدین". (۱)

ترجمہ: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

یعنی جو تصور **"قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون". (۲)**

ترجمہ: فرما دیجئے: کیا صاحبانِ علم اور جہال برابر ہو سکتے ہیں؟۔

میں پایا جاتا ہے کہ جس طرح یہ لوگ برابر نہیں اسی طرح وہ شخصیت جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا گیا باقی لوگوں سے جداگانہ اہمیت کی حامل ہے۔

اور ارادہ مبارکہ کے ذکر کے بعد اجماع امت کا ذکر کیا جس سے معلوم ہوا کہ خلافت صدیق اکبر کوئی انفرادی مسئلہ نہیں کہ جس کا جی چاہے وہ انکار کر دے بلکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے اور ایسا اجماع کہ جو امت کے بہترین اور عادل وثقہ لوگوں کا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" امتی لاتجتمع علی الضلالة". (۳)

---

(۱)—مسند احمد ۳٤/۲۰۹

(۲)—الزمر: ۹

(۳)—سنن ابن ماجه ص ۲٥٦

ترجمہ: میری امت گراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

"ید اللہ علی الجماعة".(۱)

ترجمہ: جماعت پر اللہ کا ہاتھ۔

اور ثقاہت وعدالت صحابہ پر بھی امت مسلمہ کا اجماع ہے جس طرح کہ:

"الصحابة کلھم عدول ". تمام صحابہ عادل ہیں۔

امت مسلمہ کے اجماع میں سب سے زیادہ اہمیت صحابہ کرام کے اجماع کی ہے اور امت کے بہترین لوگوں کا اجماع مسئلہ کی نوعیت و اہمیت اور منزلت و مرتبت کو رفعت بخشتا ہے۔

پس خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک طرف خدا داد(Devine Gift) اور دوسری طرف خیر القرون قرنی کے لقب سے ملقب حضرات القدس صحابہ کرام کا اجماعی مسئلہ ہے۔

اجماع کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ فرماتے ہیں۔

"یجب اجماعا فی ما شاع فسکتوا مسلمین ولا یجب اجماعا فیما تثبت الخلاف بینھم".(۲)

ترجمہ: ایسی بات پر اجماع کا اتباع لازم ہے جو مشہور ہوئی ہو اور باقی تمام لوگوں

---

(۱)–سنن نسائی (۳۹۵٤)

(۲)–التوضیح ۲/ ۲۲

نے تسلیم کرتے ہوئے اس پر خاموشی اختیار کی ہو اور اس اجماع کا اتباع لازم نہیں جس میں اختلاف ثابت ہو جائے۔

پس بنو ثقیفہ کے اجتماع اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع میں کوئی اختلاف نہیں ہاں کسی حکمت کے پیش نظر تھوڑی تاخیر ہو سکتی ہے مگر انکار یا اختلاف کی کوئی ایسی صورت پیش نہیں آئی جس کی وجہ سے یہ مسئلہ اپنی اجماعی حیثیت کھو بیٹھا ہو لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کرنا اور آپ کا اتباع واجب و لازم قرار پایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تقدیم موجب سزا

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خطب علی علی هذا المنبر فحمد الله و اثنی علیه ثم قال انه بلغنی ان أناسا یفضلونی علی ابی بکر و عمر فلو کنت تقدمت فی ذلک لعاقبت فیه ولکن اکره العقوبة قبل التقدم فمن قال شیئا من ذلک فهو مفتر علیه ما علی المفتری خیر الناس بعد رسول الله ﷺ ابوبکر ثم عمر.(١)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دے رہے ہیں پس اگر میں اس معاملے میں مقدم ہوں تو سزا کا حق دار ہوں لیکن تقدم سے پہلے مجھے سزا ناپسند ہے تو جس نے بھی ایسا کہا وہ جھوٹا ہے اور اس کو وہی سزا دی جائے گی جو جھوٹے کو دی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سے بہتر ابوبکر پھر عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

---

(١)—فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ١/٦٣٣،فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصفهانی ١/٢٩٢، تاریخ دمشق لابن عساکر ٤٤/٣٦٥ الصواعق المحرقه لابن حجر المکی ١/١٧٧،کنز العمال ٣١٠/٢١،مستخرج للطوسی ١/٣١٠ ، ظلال الجنة ٢/٢٠١، جامع الاحادیث للسیوطی ٣٠/٣٢٦

شیخ طوسی رقمطراز ہیں:

وهذا اسناد لا بأس به رجاله ثقات .(۱)

اس سند میں کوئی حرج نہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔

امام ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں:

وصح الذهبی و غیره طرق اخری عن علی .(۲)

امام ذہبی وغیرہ نے دوسرے طرق سے اس روایت کو حضرت علی سے صحیح قرار دیا ہے۔

شیخ الالبانی۔(۳) اورالبدر۔(۴) نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔

فوائد روایت

☆۔منبر پر حمد وثنا کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو بیان فرمایا۔

☆۔افضلیتِ ابوبکر وعمر کو تسلیم نہ کرنے والے کو جھوٹا اور سزاوار ٹھہرایا۔

☆۔کلام کے آخر میں نبی کریم ﷺ کے بعد ساری امت سے آپ کو بہتر قرار دیا۔

طائرانہ نظر

اوراقِ تاریخ میں کوفہ شہر اپنے اندر بہت رفعتیں و منزلتیں اور خوبیاں و مسرتیں اور کہیں بہت غمگین ورنگین داستانیں سمیٹے ہوئے ہے، یہ وہی شہر ہے جس کو

---

(۱)۔ مستخرج ۱/۳۱۰

(۲)۔ الصواعق المحرقه لابن حجر المکی ۱/۱۷۷

(۳)۔ظلال الجنة ۲/۲۰۱

(٤)۔الانتصار ۱/۵۹.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بسایا، اور اس کو اسلام کی پشت پناہ قرار دیا یہ وہی خوش نصیب شہر ہے جس میں عبد اللہ بن مسعود جیسے صحابی رسول ﷺ درس فقہ دیتے رہے، پھر ان کے جانشین علقمہ اور اسود نخعی اور علقمہ کے شاگرد ابراہیم نخعی اور ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان مدرس و معلمِ فقہ رہے اور پھر ان کے بعد امام الأئمہ امام ابوحنیفہ کو اس کام کے لئے اللہ تعالی نے منتخب فرمایا۔

یہ وہی شہر ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے 35 ہجری میں دار الخلافت مدینہ سے منتقل فرمایا، آپ بحثیت خلیفہ وہاں رہے اور اپنے عہدِ خلافت میں یہ جملے ارشاد فرمائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا منبر پر جلوہ افروز ہو کر اس طرح اظہار برہمی اورِ غم و غصہ اور سزا کا اعلان کرنا کوئی عام سی بات نہیں تھی اور نہ ہی آپ بات، بات پہ یوں منبر پر تشریف لے جاتے اور قوم سے خطاب فرماتے جب کوئی اہم مسئلہ ہوتا یا کوئی ایسا مسئلہ ہوتا کہ جس کو واضح کرنا ضروری ہوتا تب آپ منبر پر تشریف لے جاتے اور اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے لیکن آپ کا اندازِ بیان بتا رہا ہے کہ یہ مسئلہ کئی اور مسائل سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا کیونکہ آپ اپنی طرف سے شبہات کا ازالہ فرما رہے تھے اور ان لوگوں کا رد فرما رہے تھے اور نہ صرف رد بلکہ ان کو جھوٹا قرار دے کر موجب سزا ٹھہرایا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرار دیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر افضلیت کی حد

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا يفضلني احد على ابى بكر و عمر الا جلدته حد المفترى.(۱)

ترجمہ: جو بھی مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دے گا تو میں اسے مفتری والی حد لگاؤں گا۔

عبدالمحسن البدر لکھتے ہیں:

وقد تواتر هذا عن امير المؤمنين على بن ابى طالب رضى الله عنه.(۲)

ترجمہ: یہ روایت امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

سفر الحوالی لکھتے ہیں:

انه صح عن على رضى الله عنه.(۳)

---

(۱)– فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل ۱/۸۳،الرياض النضرة ۱/۳۷،كنز العمال ۱۳/۹،تاريخ الخلفاء ص ۳۵، السنة لابى عاصم ۳/۲۲۱،منهاج السنة النبوية ۶/۶۸،الاعتقاد للبيهقى ۱/۳۷۶،تايخ دمشق ۴۴/۳۶۵، الاستيعاب ۱/۲۹۷،الصواعق المحرقه ۱/۹۶،، شبهات الرافضة ۱/۸،الشريعة للآجرى ۵/۲۱،الفوئد البديعية ۱/۳۹،مجموعة فتاوى ابن تيمية ۱/۳۸۵

(۲)–التحفة السنية ۱/۴۱

(۳)–شرح عقيده الطحاوية ۱/۶۲

ترجمہ: یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح ذرائع سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ یہ روایت شواہد کی وجہ سے بھی درجہ صحت کو پہنچتی ہے۔

فوائد روایت

☆۔ ابوبکر وعمر کو اپنے سے افضل قرار دیا۔

☆۔ افضلیتِ علی کے قائل لوگوں کی زجر۔

☆۔ خلیفہ کی حیثیت سے سزا کا تقرر۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بار بار ایسے جملوں کو بیان کرنے کی شاید چند وجوہات ہوسکتی ہیں:

☆۔ مختلف فرقوں کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو کمزور کرنے کے ناپاک عزائم۔

☆۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسایا جانا۔

☆۔ شیخین سے اظہارِ محبت۔

☆۔ ان کے بارے میں پیدا شدہ شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا۔

☆۔ رسول اللہ ﷺ کی نشانی سمجھ کر ان کی یاد کو تازہ رکھنا۔

ان تمام صورتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اظہارِ محبت ہے اور یوں سزا کا ذکر کرنا شدت محبت کا تقاضا کرتا ہے۔

امامت وخلافت کا زیادہ حق دار کون؟

حضرت علی وزبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

انا نری ان ابا بکر احق بها بعد رسول الله انه لصاحب الغار و ثانی اثنین و انا لنعلم بشرفه و کبره ولقد امره رسول الله ﷺ بالصلوة بالناس وهو حی. (۱)

ترجمہ: ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ ابوبکر ہی رسول اللہ ﷺ کے بعد زیادہ حق دار ہیں وہ غار کے ساتھی، دو میں سے دوسرے، ہم ان کی بزرگی اور بڑائی کے قائل ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ان کو ہی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

امام حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں:

هذاحديث صحيح على شرط الشيخين.(۲)

ترجمہ: یہ حدیث شیخین (بخاری و مسلم) کی شرط پر صحیح ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

على شرط البخاری ومسلم .(۳)

ترجمہ: یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

---

(۱)—المستدرك للحاكم ۳/۶۴، السنن الكبرى للبيهقى ۸/۱۵۱
كنز العمال للهندى ۵/۵۹۷، شرح نهج البلاغة ۱/۱۵۴

(۲)—المستدرك الصحيحين ۳/۶۴

(۳)— تلخيص المستدرك ۳/۶۴

اسی روایت کے حوالہ سے امام ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ:

وهذا حق فان علی بن ابی طالب لم یفارق الصدیق فی وقت من الأوقات ولم ینقطع فی صلوۃ من الصلوات خلفه.(۱)

ترجمہ: یہ سچ ہے کہ حضرت علی کبھی کسی وقت بھی حضرت صدیق سے جدا نہیں ہوئے اور نہ ہی کبھی آپ کے پیچھے نمازوں میں سے کسی نماز میں منقطع رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت لفظا اور معنی دونوں طرح سے صحیح ہے کیونکہ امام حاکم وذہبی نے اسے صحیح قرار دیا اور امام ابن کثیر نے اسکی (امامت کے لحاظ سے) معنی کے اعتبار سے تصدیق کر دی۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔

☆ حضرت علی نے آپ کے صاحب الغار اور ثانی اثنین ہونے کی تصدیق کر دی۔

☆ آپ کی بزرگی و بڑائی اور منزلت ومرتبت کو بیان کیا گیا۔

☆ سنت ثابتہ کے ساتھ آپ کی امامت کو ثابت کیا گیا۔

☆ آپ کی خلافت کے ساتھ ساتھ آپ کی امامت کو بھی بیان اور تسلیم کیا گیا۔

---

(۱)—البدایة والنهایة لابن کثیر ۵/ ۲۷۰

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام و بیان میں فصاحت و بلاغت عروج پر تھی اور آپ افصح الفصحاء وابلغ البلغاء کی خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کے بیانات اور خطبوں کی وجہ سے لاکھوں لوگ فصیح و بلیغ مقرر بنے اس روایت میں بھی آپ کی فصاحت و بلاغت اپنی پختگی کے اعتبار سے اوج کمال پر ہے کہیں تو چار باران حروف مشبہ بالفعل اور تین بار لام تاکید اور کہیں ایسے الفاظ جو نص قرآنی و قطعی اور سنت ثابتہ سے اخذ فرمائے اور اپنے کلام میں ان کو بیان فرمایا اور پھر اس انداز میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح وستائش اور عظمت و رفعت و منزلت و مرتبت اور امتیازی خصوصیات کو بیان فرمایا کہ دیدہ و دل فرشِ راہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور کلام کو اتنا پختہ کردیا کہ انکار کی گنجائش وتاویلات کا احتمال باقی نہ رہا۔

اس کلام کے کئی اور بھی امتیازات ہیں یعنی آپ نے " **انه لصاحب الغار و ثانی اثنین**" ارشاد فرما کر اشارہ اس بات کی طرف کیا کہ آپ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت اور آپ ہی تھے جن کو غار میں رفاقتِ ماہِ رسالت ﷺ نصیب ہوئی اور ثانی اثنین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

پھر " **انا لنعلم بشرفه و کبره** " میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آپ کو جو بھی مقام حاصل ہے ظاہری ہو یا باطنی، آپ کی جتنی قدر کی جاتی رہی یا کی جاتی ہے، آپ جن روحانیت کی بلندیوں پر فائز ہیں، آپ کا اسلام میں جتنا مقام ہے، آپ اسلام کے جتنے بڑے ستون ہیں، پوری امت مسلمہ میں آپ کا جو مقام

ہے، آپ کا رسول اللہ ﷺ سے جو تعلق و رشتہ تھا اس کو ہم جانتے ہیں کوئی جانے یا نہ جانے۔

اور "ولقد امرہ رسول اللہ ﷺ" سے آپ کی امامت پر مہر ثبت لگا دی اور خود اس روایت کے راوی بھی قرار پائے اور پھر اس امر مسلسل و پیہم (نماز میں آپ کی اقتداء) کا اتباع بھی کیا اور ہمیشہ آپ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کو باعث فخر و شرف سمجھا اور کبھی بھی آپ سے نہ دور ہوئے نہ نمازوں میں انقطاع ہوا اس سے بڑھ کر اور کسی کی امامت پر کیا اعتماد و یقین ہو گا یہ بھی ذہن میں آ سکتا ہے کہ آپ نے شاید کسی حکمت عملی (تقیہ) کے پیش نظر حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ نے اسلام کے خلیفہ اول کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں بھی حکمت عملی سے کام لیا کیونکہ نماز اسلام کا اہم اور بنیادی رکن ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اتباع کرنا امت مسلمہ کے لئے اہم پیغام ہے۔

اپنی ذات ونوع میں فاضل وممتاز

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

اعطی کل نبی سبعة نجباء من امته و اعطی النبی ﷺ اربعة عشر نجیبا من امته منهم ابوبکر و عمر .(١)

ترجمہ: ہر نبی کو اس کی امت سے سات نجیب عطا کئے گئے اور نبی کریم ﷺ کو آپ کی امت میں سے چودہ نجیب عطا کئے گئے جن میں سے ابوبکر وعمر بھی ہیں۔

امام حاکم نے صحیح الاسناد۔(٢) اور امام ترمذی نے حسن غریب۔(٣) کہا ہے۔

فوائدِ روایت

☆ شانِ سیدنا صدیق اکبر بزبان سیدنا علی الحید ر رضی اللہ عنہما۔

☆ باقی نجباء سے پہلے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کرنا بھی آپ کی افضلیت کی طرف اشارہ ہے۔

---

(١)–المسند لأحمد بن حنبل ٢/ ٤١٩، المستدرك للحاكم ٣/ ٢٢٠
الجامع للترمذی ٥/ ٦٦٢، مشكل الآثار للطحاوی ٦/ ٦٦٢
معرفة الصحابة لأبی نعيم ١٢/ ٤٠٣ كنزل العمال للهندی ١١/ ٦٤٠
غاية المقتصد ٢/ ١٤٨٥

(٢)–المستدرك للحاكم ٣/ ٢٢٠

(٣)–الجامع للترمذی ٥/ ٦٦٢

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ تعالی کا عطاء کردہ تحفہ ہیں۔

☆ آپ تمام لوگوں سے فاضل وممتاز ہیں۔

☆ آپ کی رسول اللہ ﷺ سے قربت کو بیان کیا گیا۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام کے عظیم رہنما اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے آپ کے پاس اسلام کا عظیم علمی خزانہ تھا جو اللہ تعالی نے آپ کے سینہ اقدس میں رکھ دیا، آپ مفسر بھی تھے، محدث بھی، فقیہ بھی تھے، سیرت نگار بھی اور علم نحو کے موجد بھی تھے آپ سے 536 احادیث مروی ہیں اور آپ کے موقوفات جن کو اقوال زریں بھی کہا جا سکتا ہے، بے شمار اور ان گنت ہیں، آپ کے مشورے اور فتاوی جات کی تعداد بھی کثیر ہے گویا کہ آپ اسلام کا ایک جامع اور کامل معلوماتی انسائیکلوپیڈیا ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے علمی خزانہ کے امین اور شہر علم کا دروازہ ہونے کی حیثیت سے آپ نے اس امانت کو امت مسلمہ تک پہنچایا اور حق تبلیغ ادا کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بہت اہم ہے کہ ہر نبی کو نجیب عطا کئے گئے گویا کہ یہ ایسی معلومات ہیں جو انتہائی قابل غور اور قابل رشک ہیں اس حیثیت سے کہ یہ ایک عجیب اور انوکھا عہدہ (Designation) ہے جس کا تعلق صرف انبیاء کی رفاقت ومعیت سے ہے اور اس کا چناؤ وانتخاب ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے ہے یہاں لفظ عطاء اور نجیب کا ذکر کیا جانا بھی خاص مفہوم رکھتا ہے کیونکہ عطاء کا معنی

ہے: بخشش یا تحفہ کے طور پر کوئی چیز دینا اور نجیب، نجب سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: اپنی ذات ونوع میں فاضل وممتاز گویا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا ایسا تحفہ ہیں جو اپنی ذات ونوع کے اعتبار سے فاضل وممتاز ہیں۔

اس حوالہ سے خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امتیازی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی.(۱)

ترجمہ: اے ابوبکر آپ میری امت کے پہلے فرد ہونگے جو جنت میں داخل ہونگے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ.(۲)

ترجمہ: کسی قوم کے کسی فرد کو ابوبکر کے ہوتے ہوئے امامت کی اجازت نہیں۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ دعا دراز کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

اللھم، اجعل ابا بکر معی فی درجتی یوم القیمة .(۳)

ترجمہ: اے اللہ ابوبکر کو بروز قیامت میری ساتھ میرے گھر میں جگہ عطا فرما۔

---

(۱)-سنن ابوداؤد ٤/٢١٣

(۲)-الجامع للترمذی ٥/٦١٤

(۳)-حلیة الأولیاء ١/٣٢

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کی امتیازیت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا۔

اس کے علاوہ آپ کی امتیازی خصوصیات پر تاریخ گواہ ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود آپ کی امتیازی خصوصیات کو یوں بیان فرمایا ہے:

ابو بکر چار چیزوں میں مجھ سے سبقت لے گئے:

☆ ہجرت میں

☆ رفاقتِ غار میں

☆ امامتِ نماز میں

☆ بڑی عمر میں ایمان لا کر۔

سید التابعین حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں فرماتے ہیں:

كان ابوبكر الصديق من النبى ﷺ مكان الوزير فكان يشاوره فى جميع أموره، وكان ثانيه فى الاسلام، وكان ثانيه فى الغار وكان ثانيه فى العريش يوم بدر وكان ثانيه فى القبر، ولم يكن رسول الله ﷺ يقدم عليه احدا.(١)

---

(١)–المستدرك للحاكم ٣/٦٦

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وزیر تھے، تمام امور میں ان سے مشاورت فرماتے اور آپ اسلام لانے میں، غار میں، بدر کے روز عریش میں، اور قبر میں بھی ثانی (دوسرے یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد) تھے اور رسول اللہ ﷺ کبھی بھی کسی کو آپ سے مقدم نہیں کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ اور حضرت سعید بن میتب کے فرمان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو مزید تقویت مل گئی جس سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ذات ونوع میں فاضل وممتاز تھے، اور اللہ تعالی کی طرف سے عطاء کردہ تحفہ سے یوں اظہارِ محبت وعقیدت کرنا کسی مخلص وزندہ دل اور وسیع الظرف انسان کا ہی کام ہو سکتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت ہی دامنِ اسلام میں سما سکتی ہے جن کے اخلاص، ایمانداری اور وسیع ظرفی پر جملہ کائنات نازاں ہے کیونکہ اسلام کا دامن تمام تر بغاوتوں، کجرویوں اور بے جا بندشوں سے پاک ہے۔

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان یوں ہے کہ:

قال رسول الله ﷺ انه لم يكن قبلي نبي الا قد اعطى سبعة رفقاء نجباء وزراء واني اعطيت اربعة عشر : حمزه و جعفر وعلى وحسن وحسين وابو بكر وعمر والمقدادوعبد الله بن مسعود وابو ذر و حذيفة و سلمان و عمار و بلال (وبالفاظ مختلفة ايضا) .(١)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے قبل انبیاء علیہم السلام کو سات رفیق، نجیب اور وزیر دیئے گئے اور مجھے چودہ، ان میں سے: حمزہ و جعفر و علی و حسن و حسین و ابوبکر و عمر و مقداد و عبداللہ بن مسعود و ابوذر و حذیفہ و سلمان و عمار اور بلال ہیں (رضی اللہ عنہم)۔

امام ترمذی نے اس کو حسن کہا۔(٢)

اس حدیث کی سند کے بارے میں امام ہیثمی فرماتے ہیں:

وفيه كثير النواء وثقه ابن حبان و ضعفه جمهور وبقية رجاله ثقات.(٣)

اس میں کثیر النواء ہے، ابن حبان نے توثیق اور جمہور نے ضعیف کہا باقی راوی ثقہ ہیں

---

(١)-المسند لاحمد بن حنبل ٣/٢٠٤، الجامع للترمذی ١٢/٢٥٩، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل ١/١٠٨ معرفة الصحابة لابی نعیم ١٢/٤٠٣، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ١/٢٤٦ المعجم الكبير للطبرانی ٦/١٥ مشكل الآثار للطحاوی ٤/١٤٠، المسند للبزار ٣/٥، تاریخ دمشق ١٠/٤٥١

(٢)-الجامع للترمذی ١٢/٢٥٩

(٣)-مجمع الزوائد ٩/٧٨

لیکن امام حاکم نے کثیر النواء کی روایت کو صحیح الاسناد کہا۔(۱)

امام عجلی نے کثیر النواء کے بارے میں کہا: **لا باس به**.(۲)

ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے.(۳)

امام ترمذی نے کثیر النواء کی روایت کو حسن کہا ہے۔(۴)

پس یہ روایت حسن ہے اور امام ہیثمی کا قول محل نظر ہے۔

---

(۱)–المستدرك للحاكم ۱۱ / ۲۳۲

(۲)–تهذيب التهذيب ۸ / ۳۶۸

(۳)–الثقات ۵ / ٤۳

(٤)–الجامع للترمذی ۱۲ / ۲۵۹

رسول اللہ ﷺ جیسی سیرت و کردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قام علی علی المنبر فذکر رسول اللہ ﷺ فقال قبض رسول اللہ ﷺ واستخلف ابوبکر فعمل بعمله وسار بسیرته حتی قبضه الله تعالی علی ذلک ثم استخلف عمر علی ذلک فعمل بعملهما وسار بسیرتهما حتی قبضه الله عزوجل علی ذلک. (۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا اور ابوبکر خلیفہ منتخب ہوئے تو وہی کیا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا اور آپ کی سیرت طیبہ مبارکہ کے مطابق زندگی گزاری یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اسی طریقے پر آپ کی روح قبض فرمائی پھر عمر خلیفہ نامزد ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر جیسی سیرت اور عمل اپنایا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کی روح بھی اسی طریقے پر قبض فرمائی۔

---

(۱)–المسند لأحمد بن حنبل ۱/ ۱۲۸،المصنف لابن ابی شیبة ۷/ ۴۳۳، مجمع الزوائد للهیثمی ۵/ ۲۲۱،المعجم لابن عسکر ۱/ ۴۲۳،کنز العمال ۱۳/ ۲۰،تاریخ الاسلام للذهبی (ببعض الفاظ)۲/ ۶۴۶، غایة المقتصد ۱/ ۳۱۹۹

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

رواه احمد ورجاله ثقات.(۱)

ترجمہ: اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔
اور شیخ الأرنوؤط نے اس روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔(۲)

فوائدِ روایت

☆ آپ سیرتِ رسول ﷺ اور سیرت شیخین رضی اللہ عنہما لوگوں کے سامنے بیان فرماتے رہتے۔

☆ منبر پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخین کی سیرت بیان کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

☆ آپ نے سیرت شیخین رضی اللہ عنہما کو سیرتِ رسول عربی ﷺ کے عین مطابق قرار دیا۔

☆ آپ نے شیخین رضی اللہ عنہما پر اظہار اعتماد فرمایا۔

☆ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے حالتِ ایمان میں اس دنیا سے رحلت فرمانے پر گواہی دی۔

---

(۱)–مجمع الذوائد ۵/۳۲۱

(۲)–تخریج مسند احمد بن حنبل ۱/۱۲۸

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تمام ریاستی وحکومتی معاملات میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار رہا، ہر معاملہ میں آپ سے مشاورت کی جاتی، ہر پیش آمدہ مسئلہ آپ کے سامنے بیان کیا جاتا، مسندِ خلافت سے آپ کی وابستگی رہتی آپ خلافت صدیقی میں اسی جگہ براجمان اور جلوہ فگن ہوئے جس کی وجہ سے آپ خلیفہ وقت، عہدِ خلافت اور اسلامی حکومت کی کارکردگی سے مکمل طور پر آگاہ ومطلع تھے کوئی بات بھی آپ سے پوشیدہ نہیں تھی، شاید ہی اتنی معلومات کسی اور کے پاس ہوں جتنی آپ کو تھی، آپ کا فہم وفراست اوج کمال پر تھا، کیسے ممکن تھا کہ کوئی بھی معاملہ آپ سے پنہاں رہتا، آپ نے سارے کا سارا عہدِ صدیق اکبر اور عہدِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہم چند جملوں میں سمیٹ کے رکھ دیا اور ہمیشہ کے لئے ایک عظیم اور اہم معاملہ کو شکوک وشبہات سے پاک ومنزہ کردیا آپ نے مکمل عہد صدیقی وفاروقی کو عہدِ رسالت سے ہم آہنگ قرار دیا اور لفظ سیرت ارشاد فرما کر تمام پیچیدہ گرہیں کھول دیں۔

کیونکہ سیرت کا معنی ہے: خصلت، عادت، کردار، چال ڈھال، حالت، وطیرہ، اور طریقہ وغیرہ یعنی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خصلتیں، عادات، کردار، چال ڈھال، حالات ووطیرہ ءِ زندگی سب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ مبارکہ جیسا تھا۔

اور پھر علی ذلک ارشاد فرما کر واضح فرمادیا کہ انہوں نے جیسی زندگی گزاری ہے ویسے ہی اس دنیا سے رحلت فرما گئے یعنی ان کا جینا بھی رسول اللہ ﷺ

جیسا تھا اور ان کا رحلت فرما جانا (حالت ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق) بھی رسول اللہ ﷺ جیسا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کی تائید چند روایات سے بھی ہوتی ہے جس طرح کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ اول میں ارشاد فرمایا تھا:

اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فان عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعة لی علیکم.(۱)

ترجمہ: جب تک میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں، تم میری اطاعت کرتے رہنا، اگر میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت سے روگردانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ہر قول و فعل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق تھا ورنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جو دین اسلام کے محافظ اور پوری دنیا میں انقلاب لانے والے رسول اللہ ﷺ کے وہ غلام تھے جن کی اطاعت و محبت رسول ﷺ کی دنیا بھر میں مثالیں دی جاتی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت یہ ہستیاں کبھی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی اطاعت واتباع نہ کرتے، نہ ہی ان کو خلیفہ وحاکم تسلیم نہ کرتے اور نہ ہی ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے۔

---

(۱)–الطبری ۲/ ۴۵۰

ایک اور مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لست تار کا شیئا کان رسول اللہ ﷺ یعمل به الا عملت به و انی اخشی ان ترکت شیئا من امره ان أزیع.(۱)

ترجمہ: میں کسی بھی چیز کو ترک نہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا وہ ہی کروں گا اور مجھے اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ میں آپ ﷺ کا کوئی بھی معاملہ ترک کر کے ٹیڑھا پن اختیار کروں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دادی اپنے پوتے سے وراثت کے مطالبہ کے لیے حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا مسئلہ میں کتاب اللہ میں نہیں پاتا پھر آپ نے صحابہ علیہم الرضوان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ نے دادی کو وراثت سے حصہ دیا تھا تب آپ نے محمد بن مسلمہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کی گواہی پر رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع کرتے ہوئے اس کو چھٹے حصے کا حقدار قرار دے دیا۔

ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مکمل حیات طیبہ، رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق تھی، ویسے بھی خلافت کا معیار اور اصل قرآن وسنت اور قرآن سنت سے ماخوذ تعلیماتِ اسلامیہ ہے خلافت ہمیشہ حقیقی حاکمیت اور مقتدر اعلیٰ کے اصول وقوانین کے دائرہ میں رہ کر اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے اور یہی خلافت اور آمریت وملوکیت میں فرق ہے، آپ کی خلافت کے

---

(۱)—المسند لأحمد بن حنبل ۱/۱٦۷

دورانیے (Duration) میں کوئی ایک بھی قول یا عمل ایسا نہیں تھا جو شریعت یا سن
رسول ﷺ کے خلاف ہو، اس سے بڑھ کر آپ کی اطاعت و اتباع پر اور کیا دلیل
سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رحم الله ابا بكر زوجني ابنته و اعتق بلالا من ماله و حملني الى دار الهجرة.(١)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے جنہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کروایا اور دار ہجرت تک مجھے سواری پیش کی۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه .(٢)

ترجمہ: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔

اس حدیث کا مفہوم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(٣)

---

(١)-المسند للبزار ١/٤٦٩، الجامع للترمذی ١٢/١٧٦، المستدك للحاكم ٣/٧٦،المعجم الأوسط للطبرانی ٦/٩٥،كنز العمال ١١/٦٤٢،المسند لابی يعلى ٤١٨،معرفة الصحابة لابی نعيم ٣٨٠١،فضائل ابی بكر للعشاری ١/٢ السنة لابن ابی عاصم ٣/٢٣٥،فضائل الخلفاء الراشدين للاصفهانی ١/٣٥٨

(٢)-المستدك للحاكم ٣/٧٦

(٣)-المعجم الكبير للطبرانی ١/٢٥٢ (بالفاظ مختلفه)

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا۔

☆ نبی کریم ﷺ داماد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سسر۔

☆ مسلمانوں کو کفار کے چنگل سے چھڑانے کا جذبہ۔

☆ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کے ساتھی۔

طائرانہ نظر

یہ روایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ پر دال ہے او
آپ کی خصوصیات وصفاتِ جمیلہ اور سیرت کا بیان ہے اس روایت کے راوی حضر
علی رضی اللہ عنہ ہیں جس سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ک
خصوصیات واوصاف جمیلہ اور سیرت طیبہ کو بیان فرمایا کرتے تھے کبھی رسول اللہ ﷺ
کے فرامین کو سامنے رکھ کر اور کبھی اپنے اقوال سے اور اس سے بڑھ کر کسی کی محبت
اخوت اور قربت پر کیا دلیل ہو سکتی ہے ۔

اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے نکاح کا ذکر فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
رسول اللہ ﷺ کے سسر تھے اور سسر باپ ہوتا ہے اور داماد بیٹا اس رشتہ کے اعتبار سے
نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے کہلائے اس عظیم رشتہ کا سبب
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت میں اختلاف ہے جو مختلف رسائل کی شکل میں منظر عام پر آچکا ہے۔ آپ کا وصال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت کے آخر میں 57 ھ یا 58 ھ کو ہوا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں 2 ہجری کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا اور اپنے لئے سعادت سمجھا اس طرح آپ رضی اللہ عنہا کو تقریباً 8 سال رسول اللہ ﷺ کی معیت حاصل رہی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ امتیاز و اعزاز حاصل ہے کہ آپ سب سے بڑی فقیہہ اور محدثہ تھی، ہمیشہ امت مسلمہ کو عمیق و دقیق مسائل سے نکال کر ان کے لئے آسان راہیں کشادہ کیں، تیمّم کی رخصت بھی آپ کے سبب اس امت پر احسان عظیم ہے۔

آپ سے تقریباً 37 صحابہ و تابعین جن میں حضرت ابوہریرہ، ابوموسی اشعری اور عبد اللہ بن عمر اور حضرت سعید بن میسبؒ وغیرہ بھی شامل ہیں اور کم از کم 18 خواتین اسلام نے روایت کیا ہے، آپ سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے۔(۱) ان میں سے تقریباً 194 وہ ہیں جن کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان "زوجنی ابنته" سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ آپ نے ایسی شخصیت کا ذکر کیا جن کا اسلامی تعلیمات اور اسلامی تاریخ کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور اسلام کے بنیادی معلمین و مبلغین اور ستونوں میں شمار ہوتا ہے، اور

---

(۱)-(اور یہ تعداد (2210) صحابہ کرام میں چوتھی جگہ آتی ہے سب سے زیادہ حضرت ابوہریرہ (5374) پھر عبداللہ بن عمر (2630) پھر انس بن مالک (2286) اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم۔)

عظیم بیٹی کا ذکر کر کے عظیم باپ کی عظمت کو بیان کرنے کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**واعتق بلالا من مالہ**" ۔اس روایت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی غلامی سے رہائی کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انسانی ہمدردی و محبت، اسلام کے لئے جانثاری اور تصور آزادی و حریت کی طرف اشارہ ہے۔

اور "**و حملنی الی دار الهجرة**" سے آپ کی قربانی، تمام چیزوں (اہل خانہ، رشتہ دار، مال و دولت، گھر بار) سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت، اسلام کے ساتھ خالصیت، تکالیف و مصائب پر صبر و تحمل، کٹھن راستوں سے گزر، رسول اللہ ﷺ کے ہم سفر، اپنی جان سے بڑھ کر اپنے محبوب کی فکر، اللہ تعالی کی معیت، معیتِ ماہِ نبوت و رسالت اور باطنی و ظاہری فیضان، اسلام کے اولین مہاجر، اکثر معاملاتِ میں اولیت کی طرف اشارات ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان صفات کو بطور احسان ذکر کر کے (جس طرح کہ ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کہ جتنے احسان مجھ پر ابوبکر کے ہیں اتنے کسی کے نہیں) اپنے ساتھ تعلقات کو بیان فرمایا اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی۔

کسی شخصیت کے اوصاف حمیدہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتے ہیں کہ ان کے اوصاف کو کائنات کے عظیم ترین اور جامع صفات کی حامل شخصیت اللہ کے رسول ﷺ بیان بھی فرمائیں اور ان کے لئے دعا بھی کریں۔

حضرت جبریل ومیکائیل کی معیت صدیقی وعلوی

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ یوم بدر لی ولابی بکر: عن یمین أحدکما جبریل والآخر میکائیل و اسرافیل ملک عظیم یشهد القتال ویکون فی الصف .(۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز مجھے اور ابوبکر سے فرمایا: تم میں سے ایک کے دائیں جانب جبریل اور دوسرے کے میکائیل واسرافیل ہیں اور وہ ایسے عظیم فرشتے ہیں جو لڑائی کے لئے حاضر اور صف آراء ہیں۔

---

(۱)-المستدرک للحاکم ۳/۱۴۴،مسند البزار ۱/۴۲۹،مسند ابی یعلی ۱/۲۸۳ مسند احمد بن حنبل ۱/۱۴۷،مصنف ابن ابی شیبة ٦/۳۵۱، السنة لابی عاصم ۳/۲۱۹،امالی المحاملی ۱/ ۱٤٦، الاحادیث المختارة ۱/۳٤۱ مجمع الزوائد ٦/۱۰۸،دلائل النبوة للبیهقی ۳/٤۱ ،سبل الهدی والرشاد٤/٤۰،الخصائص الکبری ۱/۳٤۱،السیرة النبویة لابن کثیر ۲/٤۲۵،الاصابة فی تمییز الصحابة ۳/۱۷۳،الطبقات الکبری ٤/۱۷٦،الریاض النضرة ۱/۲۷،البدایة والنهایة ۳/۳٤۰،کنز العمال ۳۹۸ اسد الغابة۱/٦٤۳

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه .(١)

ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔

ضیاء مقدسی فرماتے ہیں:

اسناده صحيح.(٢) اس کی سند صحیح ہے۔

امام نورالدین ہیثمی فرماتے ہیں:

رواه احمد بنحوه و البزار واللفظ له ورجالهما رجال الصحيح و رواه ابويعلى.(٣)

ترجمہ: اس کو امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور دونوں کے راوی صحیح ہیں اور ابویعلی نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ذہبی نے مسلم کی شرط کے مطابق قرار دیا۔(۴)

شیخ الالبانی نے صحیح کہا۔(۵)

اور شیخ الأرنؤوط نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔(٦)

---

(١)—المستدرك للحاكم ٣/١٤٤

(٢)— الاحاديث المختارة ١/٣٤١

(٣) —مجمع الزوائد ٦/١٠٨

(٤)—تلخيص المستدرك للحاكم ٣/١٤٤

(٥)— السلسلة الصحيحة ٩/٢١

(٦)—تحقيق مسند احمد بن حنبل ١/١٤٧

امام بوصیری اور امام جلال الدین سیوطی نے بھی اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۱)

فوائد روایت

- ☆ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بدر کے روز رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے۔
- ☆ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بدر کے روز ایک دوسرے کے قریب قریب تھے۔
- ☆ عظیم فرشتے آپ کی صف میں کھڑے تھے۔
- ☆ آپ اسلام کے عظیم مجاہد تھے۔
- ☆ آپ جہاد کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت پر بھی مامور تھے۔
- ☆ حضرت جبریل امین علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کئی موقع پر اکٹھے موجودگی ہوئی۔

طائرانہ نظر

اسلام واحد دین ہے جس میں حقیقی روحانیت (Spirtuality) پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ خالق وحاکم ہے جب چاہے کمزور ترین مخلوق کو طاقتور مخلوق پر حاوی کر دے یا کسی کو کسی پر حاوی نہ ہونے دے، چاہے واقعۂ فیل میں ابابیل کے کنکر ہوں یا

---

(۱)–اتحاف الخیرۃ المھرۃ ۷/۶۲،الخصائص الکبری ۱/۳٤۱

حقیر مچھر کے ذریعہ سرکش نمرود کا انجامِ بد ہو، چاہے دریا کا فرعونیوں کو لپیٹ میں لے لینا ہو یا پانی کے ذریعہ قوم نوح کو غرق کر دینا ہو، وہ طوفان کا قوم ہود کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہو یا شیر کا عتبہ کو پھاڑ دینا ہو، ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا سلامتی والا بن جانا ہو یا بطنِ حوت کو یونس علیہ السلام کا مسکن بنانا ہو، اس قادر مطلق سے کچھ بھی بعید نہیں وہ ایسے مافوق الفطرت (Metaphysical) امور جب چاہے جہاں چاہے پیدا کرسکتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق (فرشتے) بھی ہے جسے لوگ دیکھ نہیں سکتے ان کو اللہ تعالیٰ نے، غزوات میں رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے بھیجا اور یہ ایک ایسا باطنی سلسلہ ہے کہ جس کو انسان سمجھنے سے قاصر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہستیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق (فرشتوں) کی معیت کا ذکر فرمایا جو معصوم و مامون ہیں اور کسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی نہیں کرتے۔

حضرت صدیق اکبر حضرت علی رضی اللہ عنہما کے حدیث میں شیخ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنت اذا سمعت من رسول اللہ ﷺ حدیثا نفعنی اللہ بہ بما شاء ان ینفعنی منہ و اذا حدثنی غیرہ استحلفتہ فاذا حلف لی صدقتہ وحدثنی أبو بکر و صدق ابوبکر قال قال رسول اللہ ﷺ: ما من عبد مؤمن یذنب ذنبا فیتوضأفیحسن الطہور ثم یصلی رکعتین فیستغفر اللہ تعالی الاغفر اللہ لہ ... الخ.

ترجمہ: میں جب رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنتا تو اللہ تعالی جتنا چاہتے مجھے اس سے نفع عطا فرماتے اور جب مجھے آپ ﷺ کے علاوہ کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے حلف لیتا جب وہ مجھے حلف دے دیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا اور ابو بکر نے مجھے حدیث بیان کی اور ابو بکر نے سچ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندۂ مومن جب گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور اچھے طریقہ سے صفائی حاصل کرتا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔(۱)

(یعنی آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حلف لیے بغیر تصدیق کی)

---

(۱)—مسند احمد بن حنبل ۱/۱۰، مسند الصحابة ۳۹/۱۷۹، سنن الترمذی ۲/۲۵۷، سنن النسائی ۶/۱۱۰، مشکل الآثار ۱۳/۲۴۹، صحیح ابن حبان ۲/۳۸۹، شرح السنة ۲/۲۱۴

امام ترمذی.(۲)، بغوی۔(۳) اور شیخ اُرنووَط (۴) نے اس کو حسن کہا۔
امام مروزی نے مسند میں اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔(۵)
وصی اللہ بن محمد عباس نے اس سند کو حسن کہا۔(۶)
دوسرے مختلف الفاظ میں یہ روایت یوں ہے کہ:
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما حدثنی محدث حديثا لم اسمعه انا من رسول الله ﷺ الا امرته ان يقسم بالله لهو سمعه من رسول الله ﷺ الا ابوبكر فانه كان لا يكذب فحدثنی ابوبكر انه سمع رسول الله ﷺ يقول : ماذكر عبد ذنبا اذنبه فقام حين يذكر ذنبه ذلك فيتوضافاحسن وضوءه،ثم صلى ركعتيين،ثم استغفر الله لذنبه ذلك الا غفر له .(۷)

---

(۱)—سنن الترمذی ۲/۲۵۷
(۲)—شرح السنة ۲/۲۱٤
(۳)—تعليق ۱/۱۱۰
(٤)—تخريج الرياض النضرة ص:۱٦۰
(٥)—تخريج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ٤۱۳
(٦)—مسند الحميدی ۱/۱۳، شعب الايمان للبيهقي ۱٥/۱۱۱،مسند البزار ۱/٦۷، المسند الجامع ۱۲/۱٤٦،الكامل لابن عدى ۳/۳٥۳، بغية الطلب فى تاريخ حلب ۳/٤۱۷

ترجمہ: مجھے جو بھی محدث رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا تھا تو میں اس سے قسم لیتا، کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے قسم نہیں لیتا تھا کیوں کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، پس مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کوئی بندہء مومن جب گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور اچھے طریقہ سے صفائی حاصل کرتا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں

☆ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بغیر تصدیق کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کر دیتے تھے کیوں کہ وہاں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

طائرانہ نظر

اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدثنی فرمایا اور حدثنی کا مفہوم کیا ہے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

تحمل حدیث اور اس کی ادائیگی کے طرق میں اس کو پہلے درجہ میں بیان کیا گیا ہے، یعنی جب شاگرد اپنے شیخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتا ہے اور جب اسے روایت کرتا ہے تو لفظ ''حدثنی'' استعمال کرتا ہے۔

دیگر محدثین کرام نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے تھے۔

امام ابوبکر بزار نے پورا ایک باب ذکر کیا ہے آپ لکھتے ہیں:

ومما روى على بن ابى طالب عن ابى بكر رضى الله عنهما. (۱)

ترجمہ: وہ باب جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ تھے۔

---

(۱)—مسند البزار ۱/۴

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جامع القرآن

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رحم اللہ ابا بکر، کان اعظم الناس أجرا فی جمع المصاحف : هو اول من جمع بین اللوحین .(۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے، وہ مصاحف کے جمع کرنے میں لوگوں میں سب سے زیادہ اجر والے تھے، اور وہ سب سے پہلے مصحف (دوتختیوں) میں جمع کرنے والے (جامع القرآن) تھے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

اسناده حسن .(۲)

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

هذا اسناد صحیح.(۳)

ترجمہ: یہ سند صحیح ہے۔

---

(۱)-فضائل الصحابة ۱/۲۳۰، فتح الباری ۹/۱۲، الریاض النضرة :۶۸،
فضائل القرآن لابن کثیر : ۸

(۲)-فتح الباری ۹/۱۲

(۳)-فضائل القرآن : ۸

فوائد روایت

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا کی۔

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے عظیم تھے۔

☆ آپ کو اول جامع القرآن کہا گیا۔

طائرانہ نظر

ایک شخصیت کے لئے رحمت کی دعا کرنا اسے تمام لوگوں سے عظیم قرار دینا اور جمع قرآن میں اول قرار دینا۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک مفسر، محدث، فقیہ و قاضی، صفت شجاعت سے متصف عظیم شخصیت نے اس ہستی پر عظمت و رفعت کی مہر ثبت کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ میری عظمت و رفعت کی آڑ لے کر کبھی اس محسن ہستی پر داغ نہ لگایا جائے یہ وہ ہستی ہیں جو عظیم تر ہیں۔

اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اول جامع القرآن کہا اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اسلام کا اشارہ مل رہا ہے اور یہاں جمع القرآن سے مراد کتابی شکل میں جمع قرآن ہے یعنی آپ نے قرآن کریم کو کتاب کی صورت میں جمع کیا جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اس طرح کتابی شکل میں موجود نہیں تھا بلکہ ہڈیوں، کھجور کے پتوں اور پتھروں وغیرہ پر تھا، آپ نے اسے کتابی شکل میں جمع کیا لیکن آج جو قرآن کریم ہمارے سامنے موجود ہے وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کو قراءتِ قریش پر جمع کیا تھا حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جمع سے مراد یہ نہیں ہے کہ آپ نے اس کو ترتیب دیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت پر امت مسلمہ کو جمع کیا جو موجودہ ترتیب ہمارے سامنے موجود ہے وہ ترتیبِ نزولی نہیں ہے بلکہ ترتیبِ توقیفی ہے یہ وہی ترتیب ہے جو لوح محفوظ میں نزول سے پہلے بھی موجود تھی۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یرحم اللہ ابابکر هو اول من جمع بین اللوحین. (۱)

ترجمہ: اللہ تعالی ابوبکر پر رحمت نازل فرمائے سب سے پہلے وہی ہیں جنہوں نے (قرآن کریم) کو دو تختیوں (مصحف) میں جمع کیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس سند سے روایت کیا ہے:

وکیع بن جراح، سفیان ثوری، اسماعیل السدی، عبد خیر عن علی۔

ابن ابی شیبہ: سے امام بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرھم نے روایت کیا ہے جن کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

وکیع بن الجراح کو: ابن سعد نے **ثقة ماموناعالیا**، العجلی نے **ثقة، عابد، صالح، ادیب من حفاظ الحدیث و کان یفتی۔(۲)**

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبة ۷/۱۹۶، الطبقات الکبری لابن سعد ۳/۱۹۳

(۲)– تهذیب التهذیب ۱۱/۱۱۳۔۱۱۴

ابن حجر العسقلانی نے ثقة حافظ عابد کہا۔(۱)

سفیان الثوری کو: شعبہ، ابن عیینہ، ابو عاصم، ابن معین اور کئی اور علماء نے امیر المؤمنین فی الحدیث کہا۔(۲) اور یہ تعدیل کا پہلا درجہ ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی نے ثقة حافظ، فقیه عابد، امام حجة. (۳) کہا۔

اسماعیل السدی کو: امام نسائی نے لیس به باس، صالح اور ابن عدی نے مستقیم الحدیث، صدوق لا باس به. (۴)

اور ابن حجر نے صدوق یهم۔ کہا۔(۵)

عبد الخیر کو: یحییٰ بن معین اور عجلی۔(۶)

اور ابن حجر عسقلانی نے ثقہ کہا ہے۔(۷)

یہ حدیث حسن ہے۔

اس کو امام ابن سعد نے طبقات میں دوسری سند سے روایت کیا ہے۔

---

(۱)—تقریب التهذیب ۲/۲۸٤

(۲)—تهذیب التهذیب ٤/۱۰۰

(۳)—تقریب التهذیب ۱/۳۳۷

(٤)—تهذیب التهذیب ۱/۲۷٤

(٥)—تقریب التهذیب ۱/۹۷

(٦)—تهذیب الکمال ۱٦/٤۷۲

(۷)—تقریب التهذیب ۱/۸٥٥

اہل جنت کے سردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنت مع رسول الله ﷺ اذا طلع ابوبكر و عمر فقال رسول الله ﷺ هذان سيدا كهول اهل الجنةمن الاولين و الآخرين الا النبيين و المرسلين يا على لا تخبرهما.(۱)

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں (ابوبکر وعمر) نبیوں اور رسولوں کے علاوہ پہلے اور بعد والے ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے اے علی ان کو نہ بتانا۔

امام متقی ہندی فرماتے ہیں:

قال الترمذی :غريب من هذا الوجه،و قد روى هذا الحديث عن على من غير هذاا لوجه،ورواه خيثمة و ابن شاهين فى السنة من طريق الحارث عن على،ورواه ابن ابى عاصم فى السنة من طريق خطاب او ابى خطاب.(۲)

---

(۱)–جامع ترمذی ۱۰۸۴ (۳۶۶۵)،المسند لأحمد بن حنبل ۲/۱۷۴
فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ۱۵۹
(۲)–كنز العمال ۱۳/۶

ترجمہ: امام ترمذی نے کہا: یہ روایت ایک وجہ سے غریب ہے اور اس طریقہ کے علاوہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کو خیثمہ نے روایت کیا ہے او ابن شاہین نے السنۃ میں حارث عن علی کے طریقہ سے روایت کیا ہے اور اس کو ابن ا عاصم نے السنۃ میں خطاب یا ابوالخطاب کے طریقہ سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی اسی روایت کا متن ایک اور طریقہ سے حضرت علی و حضرت انس رضی اللہ عنہما سے بھی لائے ہیں اور اس کو حدیث حسن غریب کہا۔(۱)

امام احمد رضا بن نقی علی ہندی لکھتے ہیں:

یہی مضمون ترمذی نے جامع، اور ابویعلی نے مسند اور ضیاء نے مختار میں حضرت انس بن مالک اور ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابوجحیفہ اور طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا، ترمذی حدیث انس کی تحسین کرتے ہیں تیسیر میں ہے حدیث علی کے رجال رجال صحیح ہیں اور بعض علمائے متأخرین نے اسے متواترات میں شمار کیا۔(۲)

وصی اللہ بن محمد عباس نے اس کی سند کو ایک جگہ حسن اور دوسری جگہ صحیح لغیرہ کہا۔(۳)

---

(۱)—جامع الترمذی(٣٦٦٤)

(۲)—مطلع القمرین ص۱۹۸

(۳)—تخریج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ١٥٩،ص٤٤٢

اس روایت میں لفظ کہول آیا ہے،

امام اسماعیل جوہری فرماتے ہیں:

الکھل من الرجال : الذی جاوز الثلاثین ووخطه الشیب.(۳)

ترجمہ: مردوں میں سے کہل اس شخص کو کہتے ہیں جو تیس سال سے بڑھ جائے اور جوانی کو داغ دے دے۔

فیروز آبادی لکھتے ہیں:

الکھل: من جاوز الثلاثین او اربعا و ثلاثین الی احدی و خمسین.(۴)

ترجمہ: کہل: جو تیس سے زیادہ ہو یا چونتیس سے پچاس تک ہو۔

صاحب تحفۃ الاحوذی لکھتے ہیں:

وقیل اراد بالکھل ھھنا الحلیم العاقل ای ان اللہ یدخل اھل الجنۃ الجنۃ حلماء عقلاء.(۵)

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں کہل سے مراد حلیم اور عاقل شخص ہے یعنی اللہ تعالی جنت والوں کو جنت میں حلم وعقل کے ساتھ داخل فرمائیں گے۔

---

(۱)–الصحاح فی اللغۃ ۲/۱۲۶

(۲)–القاموس المحیط ۳/۱۶۲

(۳)–تحفۃ الاحوذی ۹/۷۵

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر و عمر تمام حلیم و عاقل جنتیوں کے سرد
ہوں گے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضرات حسنین کریمین کے جنتی نوجوانوں اد
حضرت فاطمۃ الزہراء کے جنتی عورتوں کے سردار ہونے والی روایت کا مفہوم کیا ہوگا
خیال رہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حسنین کریمین جنتی نوجوانوں اور سیدہ فاطمہ
الزہراء جنتی عورتوں کی سردار ہیں مگر جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بقول
حضرت علی رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کا دینی معاملات
میں انتخاب فرمایا پس ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دنیا کے لئے منتخب کرلیا) دینی و دنیاوی
معاملات میں سب سے بہتر و افضل تھے ایسے ہی جنت میں آپ سب سے بہتر او
افضل ہوں گے۔

ایک روایت میں لفظِ شباب بھی آیا ہے۔

فوائد روایت

☆ جنتی ہونے کی نوید

☆ ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار

☆ تمام امت کے حلیم و عاقل کے سردار

طائرانہ نظر

رسول اللہ ﷺ نے حضرات شیخین کو نہ صرف جنتی بلکہ جنتیوں کا سردار
فرمایا، آپ ﷺ کے ایسے کئی فرامین موجود ہیں جن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت کا واشگاف الفاظ میں ذکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابو بکر فی الجنة و عمر فی الجنة.... الحدیث.(۱)

ترجمہ: ابوبکر اور عمر جنتی ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

عشرة فی الجنة...الحدیث.(۲)

ترجمہ: دس لوگ جنتی ہیں۔

---

(۱)—سنن ابی داؤد ۱۲/۲۵٤، الجامع للترمذی ۱۲/۲۱۲،سنن ابن ماجه۱/۱۵۰

(۲) —سنن ابی داؤد ۱۲/۲۵٤

امین و دنیا سے بے رغبت اور فکر آخرت رکھنے والے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قیل : یا رسول اللہ ﷺ من یؤمر بعدک؟ قال: ان تؤمر ابا بکر رضی اللہ عنہ تجدوہ امینا زاھدا فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر رضی اللہ عنہ تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم و ان تؤمروا علیا رضی اللہ عنہ تجدوہ ھادیا مھدیایاخذبکم الطریق المستقیم.(۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بعد کس کو امیر نامزد کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر نامزد کرو گے تو انہیں امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں

---

(۱)—المسند لاحمد بن حنبل ۲/۳۲۳،مسند البزار ۱/۴۵۷،المستدرک للحاکم ۱۰/۲۲۶، غایۃ المقتصد ۱/۳۲۰۱،السنۃ لعبد اللہ بن احمد ۳/۱۸۷ فضائل الصحابۃ ۱/۲۷۵،المعجم الاوسط للطبرانی ۵/۲۱۰،طبقات الحنابلۃ ۱/۹۹، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ۲/۲۷۱،تاریخ دمشق ۴۲/۴۲۱ اسد الغابۃ ۲/۳۰۰، البدایۃ والنہایۃ ۷/۳۹۷،کنز العمال ۱۱/۶۳۰ مجمع الزوائد و منبع الفوائد ۵/۲۰۹،المسند الجامع ۳۱/۲۵۴

رغبت والا پاؤ گے، اگر عمر کو امیر نامزد کرو گے تو انہیں طاقت ور، امانت دار اور اللہ کی ذات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نڈر پاؤ گے، اگر علی کو امیر نامزد کرو گے تو انہیں ہادی و مہدی پاؤ گے وہ تمہیں صراط مستقیم پر چلائیں گے۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد، ولم يخرجاه و شاهده حديث حذيفة بن اليمان.(۱)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور شیخین نے اسے روایت نہیں کیا اور اس کا شاہد حذیفہ بن الیمان کی روایت ہے۔

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

رواه احمد والبزار و الطبراني في الاوسط ورجال البزار ثقات.(۲)

ترجمہ: اس کو امام احمد، بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور بزار کے راوی ثقہ ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

و في مسند احمد بسند جيد عن علي ..(۳)

---

(۱)—المستدرک للحاکم ۱۰/ ۲۲۶

(۲)—مجمع الزوائد و منبع الفوائد ۵/ ۲۰۹

(۳)—الاصابة فی معرفة الصحابة ۲/ ۲۷۱

ترجمہ: اور یہ روایت مسند احمد میں جید سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

وصی اللہ بن محمد عباس نے اس کی سند کو حسن کہا۔ (۱)

فوائد روایت

☆ شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان نبی اطہر ﷺ وعلی حیدر رضی اللہ عنہ۔

☆ امانت و دیانت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گواہی دربار رسالت ﷺ سے۔

☆ منصب زہد پر فائز تھے۔

☆ آخرت کی تیاری کرنے والے تھے۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی جس کی ترتیب پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم کی طرف اشارہ ہے، یہ بات تو عیاں ہے کہ جب اور جہاں بھی خلفاء راشدین مہدیین کا ذکر کیا گیا اکثر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر پہلے کیا گیا پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کی تقدیم میں شک کرنا غیر مناسب ہے دلائل کے باوجود بھی کوئی اس حقیقت سے منحرف ہو تو یہی کہا جا سکتا ہے یا پھر کسی کی ضد پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ عہد صدیق اکبر، فاروق اعظم اور عثمان غنی کو اوراق تاریخ سے نکال دیں اور تاریخ ادھوری چھوڑ کر

---

(۱)-تخریج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص۲۳۱

تاریخ اسلام کو دو عالم سے بیگانہ کر کے علماء و مؤرخین کے قلوب و اذہان کو خالی کر دیں اگر ایسا نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا تو اس حقیقت کا اعتراف کر لینا منصفانہ روش ہے۔

حضرت علی کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنا

ابوالجحاف کہتے ہیں:

لما بويع ابوبكر فبايعه علي و اصحابه قام ثلاثا يستقبل الناس يقول ايها الناس، قد اقلتكم بيعتكم هل من كاره؟ قال فيقوم علي في اوائل الناس فيقول : والله لا نقيلك ولا نستقيلك ابدا، قدمك رسول الله ﷺ تصلي بالناس فمن ذا يؤخرك؟.(۱)

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی بیعت کی، تین دن ٹھہرے پھر حضرت ابوبکر لوگوں کے سامنے آئے اور کہنے لگے اے لوگو! تم لوگوں کی طرف سے بیعت کم ہوئی، کیا کوئی ناپسند کرتا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے سے کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: اللہ کی قسم ہم آپ سے نہ بیعت توڑیں گے نہ توڑنے کا مطالبہ کریں گے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے مقدم فرمایا تو آپ کو مؤخر کون کر سکتا ہے؟

---

(۱)- فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل ۱/۱۰۰، فضائل الخلفاء الراشدين ۱/۳۱۶، الشريعة للآجرى ۳/۳۰۸، كنز العمال ۵/۶۵۴
الرياض النضرة فى مناقب العشرة ۱/۱۲۲، تاريخ دمشق ۳۰/۳۰۶

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اس سند سے روایت کیا ہے:

﴿عبد الله بن عمر الاموی الجعفی، علی بن هاشم بن البرید، هاشم بن البرید، ابو الجحاف﴾ .

ا۔عبداللہ بن عمر الجعفی کو امام ابوحاتم نے صدوق،(۱) امام احمد بن حنبل نے ثقہ،(۲) اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

۲۔علی بن ہاشم بن البرید کو امام ابن معین نے ثقہ، ابوداؤد نے ثبت، یتشیع،(۳) احمد بن حنبل اور نسائی نے: لیس بہ باس، ابوزرعہ اور ابن المدینی نے صدوق،(۴) اور ابن حجر عسقلانی نے صدوق، یتشیع کہا۔(۵)

(حضرت علی سے ان کی روایت کو ثقہ کہا گیا ہے۔(۶)

۳۔ہاشم بن البرید کو یحییٰ بن معین نے: ثقہ،(۷) امام احمد بن حنبل نے: ثقة، لا باس به، اور عجلی نے: ثقة الا انه یترفض اور دارقطنی نے: مامون،(۸)

---

(۱)—تهذيب التهذيب ٥/ ٢٩٠

(۲)—الضعفاء للعقيلي ٢/ ٢٨١

(۳)—الوافی بالفيات ٧/ ٨٧

(٤)—تهذيب التهذيب ٧/ ٣٤٣

(٥)—تقريب التهذيب ١/ ٧٠٤

(٦)—تهذيب التهذيب ٧/ ٣٤٣

(٧)—لسان الميزان ٣/ ٢٥٧

(٨)—تهذيب التهذيب ١١/ ١٧

اور ابن حجر عسقلانی نے: **ثقہ الا انہ رمی بالتشیع** کہا۔(۹)

۴۔ابوالجحاف کو امام احمد، ابن معین نے ثقہ، ابوحاتم نے: **صالح الحدیث** اور امام نسائی نے: **لیس بہ باس** کہا۔(۱)

اس کے علاوہ یہ روایت کئی اور طرق سے بھی مروی ہے پس یہ روایت حسن ہے۔

فوائد روایت

☆ کبھی بھی بیعت نہ توڑنے کا عہد۔

☆ کبھی بھی بیعت توڑنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی مقدم کردہ شخصیت کو کوئی مؤخر نہیں کرسکتا۔

☆ آپ کی بیعت کو تہہ دل سے قبول کیا۔

طائرانہ نظر

امر مسلم ہے کہ جب کوئی کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے تو سب سے پہلے بیعت لینے والی شخصیت کے احوال و اقوال اور عادات و اطوار سے آگاہی حاصل کرتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ آنکھیں بند کیں اور بیعت کر لی، اس کی مثال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نااہل امیر یزید کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے سے انکار کر دیا اور اس کے کرتوتوں اور بدکرداریوں سے واقفیت کی بنا پر بیعت کی بجائے اعلان جہاد

---

(۱)—تقریب التهذیب ۲/۲٦۱

(۲)— تهذیب الکمال ۸/٤۳٦

کر دیا اور خدا کی راہ میں بمع اہل و عیال خود کو فدا کیا، یہ جانثاری ایمان کی مضبوطی و پختگی کی وجہ سے تھی اور محبت رسول ﷺ کا رنگ بھی غالب تھا، اگر حضرت امام حسین اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی دیدہ دلیری اور بہادری کا یہ عالم تھا تو حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی شجاعت کتنی قابل رشک ہوگی، یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ آپ کسی خوف کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے بلکہ آپ نے نہ صرف بیعت کی یہاں تک کہ اپنی تمام نمازوں میں سے ایک نماز میں بھی آپ کی اقتدا سے پیچھے نہ رہے اور اسلام کے عظیم ستون (نماز) کی ادائیگی آپ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سرانجام دی۔ اور پھر ہمیشہ آپ کی خلافت کو امامت پر قیاس کر کے لوگوں کو آپ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے اہل تھے

مرۃ الطیب کا بیان ہے کہ:

جاء ابوسفیان بن حرب الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فقال: ما بال ھذا الامر فی اقل قریش قلة و اذلھا یعنی ابا بکر واللہ لئن شئت لاملانھا علیہ خیلاء و رجالا فقال علی : لطال ما عادیت الاسلام و اھله انا وجدنا ابا بکر لھا اھلا. (۱)

ترجمہ: ابوسفیان بن حرب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یہ کیسا معاملہ ہو گیا قریش کی قلت کی بنا پر کمزور شخص کو خلافت دے دی گئی یعنی ابوبکر کو، اللہ کی قسم اگر آپ چاہیں تو میں ابوبکر پر گھوڑ سوار اور پیادہ کو حاوی کر دوں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے اسلام اور اہل اسلام سے بڑی دشمنی نبھائی، ہم نے ابوبکر کو ہی اس کا اہل سمجھا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

سندہ صحیح. (۲)

ترجمہ: اس کی سند صحیح ہے۔

---

(۱)—المستدرک للحاکم ۳/۸۳،فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصفہانی ۱/۳۱۷،تاریخ الطبری ۲/۴۴۹،تاریخ الخلفاء للسیوطی ۱/۲۵

(۲)—تلخیص مستدرک ۳/۸۳

امام سیوطی فرماتے ہیں:

اخرجه الحاكم و صححه الذهبی.(۱)

ترجمہ: اس کو امام حاکم نے روایت کیا اور ذہبی نے صحیح قرار دیا۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے اہل تھے۔

☆ گمان باطل کا ہر جگہ رد فرمایا۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی بات کی طرف توجہ نہیں کی۔

طائرانہ نظر

صاحبِ فکر و دانش بغیر تحقیق کے بات نہیں کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ قطعاً ایسا طریقہ اپنانے کو تیار نہ تھے کہ کوئی آئے بات کرے اور آپ بلا سوچے سمجھے فوری حکم کوئی صادر فرمائیں تمام حالات و واقعات اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار آپ کی نظروں کے سامنے تھا آپ نے ہر سوال کرنے والے کو تو واپس لٹا دیا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آنچ بھی نہ آنے دی کیوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عام سی شخصیت نہیں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فوراً بعد پوری امت مسلمہ کا بار ان کے کندھوں پر تھا، اسلام اور اسلامی تعلیمات کا پرچار ایک دم آپ کے ہاتھوں کی امانت بنے جس کو آپ نے احسن طریقہ سے ادا کیا۔

---

(۱)—تاریخ الخلفاء للسیوطی ۱/۲۵

شان صدیق رضی اللہ عنہ میں کمی کی اجازت نہیں

سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ:

مررت بنفر من الشيعة وهم يقولون : ابا بكر و عمر
ينقصونهما قال فدخلت على على،رضى الله عنه فقلت يا امير
المؤمنين انى مررت بنفر من اصحابک وهم يذكرون ابا بكر وعمر
بغير الذى هما من هذه اهلا له فلو لا انهم يرون انک تضمر على
مثل ما تكلموا به ماجترء وا على ذلک فقال على : اعوذ بالله ان
اضمر لهما الا الحسن الجميل اخوا رسول الله ﷺ و صاحبا
ووزيراه رحمة الله عليهما ثم نهض دامع العين يبكى وهو قابض على
لحيته حتى صعد المنبر فجلس عليه متمكنا وهو قابض على لحيت
ينظر فيها و هو بيضاء حتى اجتمع له الناس فتشهد بخطبة موجز
بليغة، ثم قال الا ما بال اقوام يذكرون سيدى قريش و ابو
المسلمين بما انا عنه متنزه، و مما يقولون برى و على ما قالو
معاقب،لا والذى فلق الحبة و برالنسمة لا يحبهما الا مؤمن تقى، و
يبغضهما الا فاجر ردى صحبا رسول الله ﷺ على الصد
والوفاء،يامرآن و ينهيان وما يخافان فيما يصنعان رای رسول الله ﷺ

شیئا لا یری رسول اللہ ﷺ کرایھما، ورایا، ولا یحب لحبھما حبا فمضیا علی ذلک ورسول اللہ ﷺ عنھما راض، والمسلمون راضون، امرہ رسول اللہ ﷺ علی صلاۃ المؤمنین صلی بھم ابوبکر فی حیاۃ النبی ﷺ تسعۃ ایام فلما قبض النبی ﷺ ولاہ المسلمون ...... وکان خیر من بقی، ارافہ رافۃ، واتمہ ورعا، واقدمھم سنا، و اسلامہ شبھہ الرسول ﷺ بمیکائیل رآفۃ و رحمۃ و ابراھیم عفوا و وقارا، فسار بنا سیرۃ الرسول ﷺ فلما حضرتہ الوفاۃ ولی الامر من بعدہ عمر واستامر المسلمین فی ذلک...... فمن احبنی فلیحبھما و من لم یحبھما فقد ابغضنی وانا منہ بری ء فلو انی کنت تقدمت الیکم فی امرھما قبل الیوم لعاقبت علی ذلک اشد العقوبۃ ولکن لا ینبغی ان اعاقب قبل التقدم الا فمن اوتیت بہ بعد الیوم ان علیہ ما علی المفتری، وخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما۔(۱)

---

(۱)-فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصفھانی ۱/۳۶۷، کنز العمال ۱۳/۲۴، الشریعۃ للآجری ۵/۳۷، شرح اصول اعتقاداھل السنۃ والجماعۃ لللالکائی۶/۴۴، حدیث خیثمہ ۱/۱۲۴، تاریخ مدینہ دمشق ۱/۴۲۷ تاریخ بغداد۴/۳۹۳ بالاختصار اسد الغابۃ۲/۳۲۴

ترجمہ: میں شیعہ کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی شان اقدس میں تنقیص کر رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور عرض کی اے امیر المؤمنین میں آپ کے ساتھیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزر اور وہ حضرت ابوبکر وعمر کے بارے میں وہ کچھ کہہ رہے تھے جو ان کی شان کے لائق نہیں، جو وہ لوگ باتیں کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے وہ باتیں دل میں چھپا کے رکھی ہوئی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچھے گمان کے علاوہ کچھ بھی چھپاؤں وہ تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بھائی اور وزیر تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے، پھر آپ کی چشمان مبارک بہنے لگیں، اپنی ریش مبارک کو مٹھی میں پکڑ لیا منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی سفید ریش مبارک کو دیکھنے لگے یہاں تک کہ لوگ مجتمع ہو گئے پھر آپ نے مختصر مگر بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا: خبردار کیا ہو گیا ہے ان قوموں کو جو قریش کے سردار، اور مسلمانوں کے آباء کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے میں پاک ہوں وہ لوگ سزا کے مستحق ہیں۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو تخلیق کیا ان سے صرف متقی مؤمن محبت کرتا ہے اور فاجر ردی ان سے بغض رکھتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے سچے اور وفادار ساتھی تھے، اچھائی کا حکم اور برائی سے منع کرتے اور رسول اللہ ﷺ کی رائے میں کچھ بھی (خلاف) کرنے سے ڈرتے تھے اور اپنی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی رائے جیسا نہ سمجھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے ان کی صرف محبت کی وجہ سے محبت نہیں کرتے تھے، پس اسی طرح انہوں نے زندگی گزاری، اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان سے راضی تھے نبی کریم ﷺ نے آپ کو نماز

پڑھانے کا حکم فرمایا، آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نو دن مؤمنین کو نماز پڑھائی جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو آپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو مسلمانوں نے خلیفہ نامزد کیا...... آپ سب سے بہتر تھا نہتائی نرم، کامل الورع، عمر میں زیادہ تھے، آپ کا اسلام رسول اللہ ﷺ جیسا تھا نرمی ورحمت میکائیل، عفو ووقار ابراہیم جیسا تھا، آپ ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرح رہے، جب آپ کا وصال ہوا تو آپؓ کے بعد یہ معاملہ عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے مسلمانوں کا خلیفہ نامزد کیا گیا۔

پس جس نے مجھ سے محبت کی اسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے اور جس نے ان سے محبت نہ کی تو اس نے مجھ سے بغض رکھا اور میں اس سے بری ہوں پس جس نے بھی مجھے ان سے مقدم سمجھا میں اس کو سخت سزا دوں گا، تقدم سے پہلے سزا مناسب نہیں مگر جس نے ایسا کیا تو میں اس پر مفتری والی حد لگاؤں گا، اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

یہ روایت مختلف اسناد سے درجہ حسن کو پہنچتی ہے۔(۱)

((۱)- اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد متقی فرماتے ہیں:

خیثمہ واللالکائی و ابوالحسن علی بن احمد بن اسحاق البغدادی فی فضائل ابی بکر و عمر والشیرازی فی الالقاب وابن مندہ فی تاریخ اصبہان : کر .

(-کنز العمال ۱۳/ ۲۴).)

فوائد روایت

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے بارے بہت اچھا گمان رکھتے تھے۔

☆ دل میں پیدا ہونے والے تمام شکوک وشبہات کو رد کر دیا۔

☆ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ کا بھائی اور وزیر کہا۔

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کی شان میں تنقیص پر آنسو بہائے اور غضبناک ہوئے۔

☆ اللہ کی قسم اٹھا کر ان سے محبت کرنے والے کو متقی مومن اور بغض رکھنے والے کو فاجر قرار دیا۔

☆ ان کی عادات وصفات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں سے مشابہہ فرمایا۔

☆ آپ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہِ اول تسلیم کیا اور مخالفین کا رد فرمایا۔

☆ تقدم پر سزا کا اشارہ دیا۔

☆ آپ رضی اللہ عنہ کو ساری امت سے بہتر کہا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آنسو بہانا محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دال ہے۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آنسو بہانا، ریش مبارک کو پکڑنا اور پھر اسے دیکھنا، حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مختلف صفات کو بیان کرنا، خود کو آپ سے مقدم نہ

سمجھنا، آپ کی سیرت کو حضور ﷺ کی سیرت کے مطابق قرار دینا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے صدق و وفاء کا اظہار اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے ایک دائرہ کار تھا جس سے باہر کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔

آپ نے جس انداز سے شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا ایسی مثال نہیں ملتی اور جو جو دلائل پیش کیے مثلاً:

☆ ان سے محبت کرنے والے کو متقی مؤمن اور بغض رکھنے والے کو فاجر کہا۔

☆ ان کو رسول اللہ ﷺ کا وزیر اور ساتھی کہا۔

☆ ان کی سیرت کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق قرار دیا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ان کی امامت کا ذکر کیا۔

☆ آپ کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہہ کہا۔

☆ اجماع صحابہ علیہم الرضوان سے آپ کی خلافت کا ثبوت پیش کیا۔

☆ آپ کی عظمت پر دلائل کا انبار لگا دیا تاکہ کسی کو اعتراض کی جرأت نہ ہو

یہی تو محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا درد تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ اقدس میں مخفی تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس پر اکثر انا و ابوبکر و عمر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وضع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی سریرہ فتکنفه الناس یدعون و یصلون قبل ان یرفع وانا فیهم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ بمنکبتی من ورائی فالتفت فاذا هو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه فترحم علی عمر رضی اللہ عنه فقال ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ تعالی بمثل عمله منک وایم اللہ ان کنت لاظن لیجعلنک اللہ مع صاحبیک و ذلک انی کنت اکثر ان اسمع رسول اللہ ﷺ یقول فذهبت انا و ابوبکر و عمر و دخلت انا و ابوبکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمر و ان کنت لاظن لیجعلنک اللہ معهما.(۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چارپائی پر رکھا گیا تھا لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے دعا و سلام کر رہے تھے، ابھی تک آپ کی میت کو اٹھایا نہیں گیا اور میں وہاں ہی تھا کہ ایک شخص نے میرے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے پس اللہ تعالی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے پھر آپ

---

(۱) المسند لاحمد بن حنبل ۲/۳۶۲، صحیح البخاری ۱۲/۱۸

نے فرمایا: میں نے کبھی کوئی ایسا محبوب شخص نہیں دیکھا جو اس حال میں اللہ تعالی سے ملاقات کرے، اللہ کی قسم میرا یقین ہے کہ اللہ تعالی آپ کو آپ کے ساتھیوں (نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کر دے گا کیوں کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے: میں اور ابوبکر اور عمر گئے، میں اور ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں اور ابوبکر اور عمر نکلے۔ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی معیت سے نوازے گا۔

امام بغوی فرماتے ہیں:

هذا حديث متفق على صحته .(۱)

ترجمہ: اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

شیخ ارنؤوط نے کہا:

اسناده صحيح رجاله ثقات.(۲)

ترجمہ: اس کی سند صحیح، رجال ثقات ہیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.(۳)

ترجمہ: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔

---

(۱)—شرح السنة ۷/ ۹٦

(۲)— مسند الامام احمد بن حنبل ۱/ ۱۱۲

(۳)—المستدرك للحاكم ۱۰/ ۲۱۹

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

انہ دخل علی عمر وھو مسجی، فقال انی لارجوا ان یجمعک اللہ مع صاحبیک لانی کنت اسمع رسول اللہ ﷺ یقول ذھبت انا و ابوبکر و عمر وفعلت انا و ابوبکر و عمر.(۱)

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کفنی چادر رکھی گئی تھی تو آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی آپ کو آپ کے ساتھیوں کے ساتھ جمع فرمائے گا کیوں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: میں اور ابوبکر اور عمر گئے، میں اور ابوبکر اور عمر نے کیا۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ.(۲)

ترجمہ: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔

---

(۱)—مسند البزار ۱/۲۹۷، سنن ابن ماجہ ۱/۱۰۸، سنن الکبری النسائی ۵/۳۹ المستدرک للحاکم ۱۰/۲۱۹، مسند عبد اللہ بن مبارک ۱/۲۶۰ الاعتقاد للبیھقی ۱/۳۸۳، الشریعۃ للآجری ۳/۴۶۲، تثبیت الامامۃ و ترتیب الخلافۃ لابی نعیم ۱/۷۲، فضائل الصحابۃ ۱/۴

(۲)—المستدرک للحاکم ۱۰/۲۱۹

فوائد روایات

☆ معیتِ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے دعا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقتِ مصطفوی ﷺ۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا ثبوت۔

طائرانہ نظر

ظاہر ہے جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول ﷺ کا عالم تو کچھ اور ہی تھا مگر رسول اللہ ﷺ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بار بار ذکر فرمایا کرتے تھے اس کی ایک وجہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایثار و قربانیاں ہیں اور دوسری وجہ ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کی رفاقت، فرقت کے لمحات بہت کم گزارے ہیں اگر سوچا جائے تو یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ جب انسان کسی کے دوست کو دیکھتا ہے تو اسے فوراً اس کے دوست یاد آتے ہیں کیوں کہ اکثر لوگوں کی پہچان ان کے دوست و احباب کی وجہ سے ہوتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر کو دیکھتے ہی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خیال آجانا کسی دوستی اور محبت سے کم نہیں یقیناً حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے ساتھی، دوست اور محبّ تھے۔

حضرت عباس وعلی رضی اللہ عنہما بارگاہِ صدیق اکبر میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لما قبض النبی ﷺ خاصم العباس علیا فی اشیاء ترکھا رسول اللہ ﷺ فاختصما الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فسالہ ان یقسم بینھما فابی و قال شیئا ترکہ رسول اللہ ﷺ ما کنت لاحدث فیہ. ورواية اخری طویلة .(۱)

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت عباس نے کچھ امور میں حضرت علی سے مخاصمہ کیا جن کو رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا پھر وہ دونوں حضرت ابو بکر کے پاس خصومت لے کر حاضر ہوئے تو اور تقسیم کا سوال کیا تو حضرت ابو بکر نے انکار کر دیا اور فرمایا: جو چیز بھی رسول اللہ ﷺ کا ترکہ ہے میں اس میں واقع نہیں ہوں گا۔

امام ابو بکر بزار فرماتے ہیں:

وھذا الحدیث اسنادہ حسن.(۲)

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

---

(۱)— مسند البزار ۱/ ۸

(۲)— المصدر المذکور ۱/ ۸

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لما قبض رسول اللہ ﷺ واستخلف ابوبکر، خاصم العباس علیا فی اشیاء ترکھا رسول اللہ ﷺ الی ابی بکر، فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ: شیء ترکہ رسول اللہ ﷺ فلم یحرکہ فلا احرکہ.. الحدیث.(۱)

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت عباس کچھ چیزوں میں حضرت علی سے لڑے جن کو رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا پھر وہ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس جھگڑا لے کر حاضر ہوئے، حضرت ابوبکر نے فرمایا: جو چیز بھی رسول اللہ ﷺ کا ترکہ ہے میں اس میں واقع نہیں ہوں گا، نہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا۔

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

رواہ احمد و رجالہ ثقات.(۲)

ترجمہ: اس کو امام احمد نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

شیخ ارنؤوط کہتے ہیں:

اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر اسماعیل بن رجاء فمن رجال مسلم.(۳)

---

(۱)–مسند احمد بن حنبل ۱/۷۶، مسند ابی یعلی ۱/۲۷

(۲)– مجمع الزوائد ٤/۲٤۱

(۳)–مسند الصحابۃ ۳۰/۱۷۳

ترجمہ: اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اسماعیل بن رجاء کے علاوہ باقی راوی بخاری کے ہیں اور ابن رجاء مسلم کے راوی ہیں۔

فوائد روایات

☆ حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما عدالتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں۔

☆ سنتِ رسول ﷺ پر سختی کے ساتھ عمل۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انکار پر اظہارِ خاموشی۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضل علم و مرتبہ پر دلالت۔

طائرانہ نظر

یہ بات تو بقول ابن منظور افریقی (طبقات الفقهاء) واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتویٰ صادر فرماتے تھے، اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بڑے عالم تھے اب رہی یہ بات کہ حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما اپنا جھگڑا لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کیوں گئے یہ چند وجوہات کی بنا پر ہو سکتا ہے

۱۔ آپ کے قاضی ہونے کی وجہ سے

۲۔ آپ کے حاکم ہونے کی وجہ سے

۳۔ صاحب علم ہونے کی وجہ سے

۴۔ معزز و محترم ہونے کی وجہ سے

۵۔ رسول اللہ ﷺ کے رفیق ہونے کی وجہ سے

اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ان تمام وجوہات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی تو ان کے مؤقف کی تائید نہ کی بلکہ سنت مبارکہ کے مطابق فیصلہ فرمایا، حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما نے اس فیصلہ کو قبول کیا کیونکہ آپ کا فیصلہ سنت نبوی کے مطابق تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی سیرت کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق قرار دیتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کے بعد حاکم وخلیفہ تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سبق النبی ﷺ و ثنی ابوبکر و ثلث عمر رضی اللہ عنہ خبطتنا او اصابتنا فتنة ویعفو اللہ عمن یشاء. (۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ مقدم دوسرے ابوبکر اور تیسرے عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور ہم فتنہ میں پڑے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی منشاء سے معاف فرمادے۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ .(۲)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔

---

(۱)—المسند لاحمد بن حنبل ۲/۲۵۹، کنز العمال ۱۱/۲۷۱، السنة لعبد اللہ بن احمد بن حنبل ۳/۳۰۶، اتحاف الخیرة المھرة ۸/۱۱، المستدرک للحاکم ۱۰/۲۱۸، المعجم الاوسط للطبرانی ۴/۱۵۹، امالی للمحالی ۱/۲۰۲، الاعتقاد للبیھقی ۱/۳۸۱، السنة لابن ابی عاصم

(۲)—المستدرک للحاکم ۱۰/۲۱۸

شیخ ارنؤوط نے کہا:

اسناده حسن۔(۱)

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے۔

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

رواه احمد والطبرانی فی الأوسط ورجال احمد ثقات.(۲)

ترجمہ: اس کو امام احمد اور طبرانی نے اَوسط میں روایت کیا ہے اور احمد کے راوی ثقہ ہیں۔

امام متقی ہندی فرماتے ہیں:

(حم وابن منیع و مسدد و العدنی وابو عبید فی الغریب و نعیم بن حماد، ک، طس، حل وخشیش فی الاستقامة والدورقی وابن ابی عاصم وخیثمة فی فضائل الصحابة).(۳)

مختلف اسناد کی رو سے یہ حدیث صحیح ہے۔

وصی اللہ بن محمد عباس نے اس کی سند کو صحیح کہا۔(۴)

---

(۱)– مسند الصحابة ۳۰/۳۹۹

(۲)–مجمع الزوائد ۸/۳۵۳

(۳)–کنزالعمال ۱۱/۲۷۱

(٤)–تخریج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ۲۱٤

فوائد روایت

- ☆ نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی حاکمِ اسلام تھے۔
- ☆ آپ کا عہد مسعود پر امن تھا۔
- ☆ خلافتِ صدیقی کی تقدیم پر جامع دلیل۔

طائرانہ نظر

ہجرت کی بات ہو یا امامت کی، رسول اللہ ﷺ کی معیت کی بات ہو یا خلافت کی ہر مقام ثانی اثنین کا متقاضی نظر آتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا۔

حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمل کے دن فرمایا:

ان رسول اللہ ﷺ لم یعھد الینا عھدا ناخذبه فی الامارة و لکنه شیء راینا ہ من قبل انفسنا ثم استخلف ابوبکر رحمة اللہ علی ابی بکر فقام و استقام ثم استخلف عمر رحمة اللہ علی عمر فاقام واستقام حتی ضرب الدین بجرانه .(۱)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی ایسا عہد نہیں لیا کہ ہم امارت میں اس سے کچھ حاصل کریں اور لیکن یہ سب کچھ ہم نے اپنی طرف سے ہی تصور کیا تھا پھر ابوبکر خلیفہ نامزد ہوئے اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے آپ قائم رہے اور قائم رکھا، پھر عمر خلیفہ بنے اللہ تعالیٰ عمر پر رحم کرے وہ بھی قائم رہے اور قائم رکھا یہاں تک کہ دین نے اپنے قدم جمالئے۔

---

(۱)—المسند لاحمد بن حنبل ۲/۳۸۳، المستدرک للحاکم ۱۰/۳۵۷، کنز العمال ۵/۶۵۶، الاعتقاد للبیھقی ۱/۳۷۵، الشریعة للآجری ۳/۳۰۷ ، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل ۱/۴۶۲، الریاض النضرة۱/۱۰۹، تاریخ دمشق ۳۰/۲۹۲، الحسام المسلول ص۶۷

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

رواہ احمد و فیہ رجل لم یسم وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح.(۱)

ترجمہ :اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور باقی راوی صحیح ہیں اور ایک راوی کا معلوم نہیں۔

امام متقی ہندی فرماتے ہیں:

(حم و نعیم بن حماد فی الفتن وابن ابی عاصم عق واللالکائی ق فی الدلائل والدورقی ص).(۲)

امام دارقطنی نے اسود بن قیس کے بعد سعید بن عمرو بن سفیان عن ابیہ قال خطب علی۔ کے ساتھ روایت کیا ہے۔(۳)

امام حاکم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے جس میں عمرو بن سفیان کا ذکر ملتا ہے۔(۴)

عمرو بن سفیان کو امام ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔(۵)

---

(۱)—مجمع الزوائد۲/۳۳۸

(۲)—کنز العمال ٥/٦٥٦

(۳)—العلل للدارقطنی ٤/٨٧

(٤)—المستدرک للحاکم ١٠/٣٥٧

(٥)—الثقات ٥/٥٤٠

فوائد روایت

☆ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے رحم کی دعا۔

☆ آپ کی اقامت و استقامت کی وجہ سے دین نے اپنے قدم جمائے۔

طائرانہ نظر

جب کوئی نئی حکومت آتی ہے تو لوگ مختلف گمان اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں نہ جانے یہ حکومت زیادہ دیر چلے گی کہ نہیں، حکمران کیسا ہوگا، بزدل یا نڈر، پھسلنے والا یا ڈٹ جانے والا، من مانی کرنے والا یا قوانین کا محافظ، لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف دین کے معلم و مبلغ نہیں رہے بلکہ روئے زمین کے مسلمانوں کے سیاہ و سفید کے مالک رہے، تمام کے تمام شعبہ جات آپ کے کنٹرول میں رہے، تمام معاملات کو صحیح طریقہ سے چلانے کے ذمہ دار رہے اور یہ کام ایک عام انسان نہیں کر سکتا اور وہ بھی ایک دم رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد۔ یہ ایک سنگین مسئلہ تھا کہ اسلامی نظام حکومت کی نگہبانی کیسے ہوگی، قوانین اسلامی کا تحفظ کیسے ہوگا، حدود و تعزیرات کا نفاذ کیسے ہوگا، لیکن صاحب الغار، ثانی اثنین سے ملقب شخصیت نے چاردانگِ عالم میں اقتدارِ اعلیٰ کے قوانین کا یوں نفاذ کیا کہ آج تک کوئی شخص یہ فریضہ اس طرح سرانجام نہ دے سکا۔ گویا کہ آپ نے ہر چیلنج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، دین اسلام کی عمارت کو ڈگمگانے نہیں دیا بلکہ خود بھی تعلیماتِ اسلامیہ پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی قائم رکھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عمل بطور حجت

حصین بن منذر کہتے ہیں:

لما جیء بالولید بن عقبة الی عثمان قد شهدوا علیه قال لعلی دونک ابن عمک فاقم علیه الحد فجلده علی و قال : جلدرسول الله ﷺ اربعین، و جلد ابوبکر اربعین، وجلد عمر ثمانین، و کل سنة. وفی روایات : وهذا احب الی .

ترجمہ: جب ولید بن عقبہ کو حضرت عثمان کے پاس لایا گیا ان کے خلاف ان لوگوں نے گواہی دی تھی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنے چچا کے بیٹے کو پکڑیں اور حد لگائیں، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کوڑے لگائے اور فرمایا: نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس اور عمر نے اسی کوڑے لگائے اور فرمایا: یہ سب سنت ہے۔(۱)

---

(۱)—سنن ابن ماجة٦/٧١،صحیح مسلم٩/٨٤، سنن ابی داؤد١٢/٦٠،السنن الکبری للبیهقی ٨/٣١٨، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب١/٤٩٣،المصنف لعبد الرزاق٧/٣٧٩ ، سنن الدارمی ٧/١٣٨،کنز العمال ٥/٤٨٤،المسند الجامع٣١/٥١،السنن الصغیر للبیهقی ٧/٢٩٥ جامع الاصول لابن اثیر١/٦٥٦٨، الوافی بالوفیات٧/٤٥٩،مستخرج ابی عوانة١٢/٤٢٠،معرفة السنن والآثار١٤/١٧٠، مسند طیالسی١/١٧٤

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔(۱)

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو شرعی مسائل میں حجت مانا جاتا رہا۔

☆ نبی کریم ﷺ کے عمل مبارک کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر و عمر کے عمل مبارک کو بھی سنت قرار دیا گیا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ عہدِ شیخین رضی اللہ عنہما میں پیش پیش تھے جس کی وجہ سے وہ ان کے احوال کو بخوبی جانتے تھے۔

طائرانہ نظر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جانا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست اور شریعتِ اسلامیہ سے واقفیت پر دلالت کرتا ہے اور پھر آپ کا حد لگانے پر بطور دلیل نبی کریم ﷺ اور شیخین کا ذکر کرنا شعائرِ اسلام کی حفاظت اور اسلاف کے فعل کے حجت ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ خمر کی حد امام ابوحنیفہ، مالک، ابو یوسف، محمد، اور احمد بن حنبل کے نزدیک اسی کوڑے اور امام شافعی، اسحاق بن راہویہ، اور ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبل کے نزدیک چالیس کوڑے ہے۔

---

(۱)– صحیح و ضعیف سنن ابن ماجة ٦/٧١

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فقاہت عدیم المثال ہے آپ نے تمام افعال کو جمع کر دیا اور مجتہدین کے لئے اجتہاد کی راہیں ہموار کیں۔

اس میں لطیف اشارہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکثر اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ یاد فرماتے رہتے کبھی آپ کی سیرت، کبھی طرزِ خلافت کا ذکر کرتے اور کبھی ان کی رسول اللہ ﷺ سے معیت کا ذکر کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر کی معیت نبوی وعلوی (ﷺ ورضی اللہ عنہما)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنت علی قلیب یوم امیح او امتح منه فجاء ت ریح شدیدة لم ار ریحا اشد منهاالا التی کانت قبلها ثم جاء ت ریح شدیدة فکانت الاولی میکائیل فی الف من الملئکة عن یمین النبی ﷺ والثانیة اسرافیل فی الف من الملئکة عن یسار النبی ﷺ و کان ابوبکر عن یمینه و کنت عن یساره فلما هزم الله الکفار،حملنی رسول الله ﷺ علی فرس، فلما استویت علیه حمل بی فصرت علی عنقه فدعوت الله،فثبتنی علیه فطعنت برمحی حتی بلغ الدم ابطی.(۱)

ترجمہ: ایک دن ہم کنویں سے پانی لینے لگے،سخت ہوا آئی جس سے پہلے اتنی سخت ہوا میں نے نہیں دیکھی، پھر سخت ہوا آئی پہلی بار میکائیل ہزار فرشتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب آئے،دوسری باراسرفیل ہزار فرشتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے بائیں جانب آئے،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں اور میں بائیں تھا،پس جب اللہ تعالیٰ نے کفار کوشکست دی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھوڑے پرسوار کرلیا جب میں گھوڑے پر چڑھ گیا تو آپ نے مجھے اٹھالیا،پس میں نے آپ کی

---

(۱)-المسند لابی یعلی ۱/۴۷۲، المستدرک للحاکم ۱۰/۲۲۳

گردن پر بیٹھ کر اللہ سے دعا کی پھر میں مضبوطی سے پکڑ لیا، پھر مجھے نیزے کا سرا لگا حتی کہ خون میری بغل تک پہنچ گیا۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه .(۱)

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کو شیخین نے روایت نہیں کیا۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر میدان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے جھرمٹ میں موجود تھے۔

طائرانہ نظر

یہ بدر کا واقعہ ہے اور بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کی تعداد 313 تھی لیکن ایک بات قابل غور ہے کہ اتنی کثیر تعداد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا اس کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں:

☆ نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ قربت۔

☆ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت۔

---

(۱)-المستدرک للحاکم ۱۰/ ۲۲۳

☆ اسلام کے عظیم ستون ہونے کی وجہ سے۔

☆ فرشتوں کے جھرمٹ میں ہونے کی وجہ سے۔

اور اگر یہ تمام وجوہات بھی ملحوظ خاطر رکھی جائیں تو کوئی حرج لازم نہیں آتا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ان تمام صفات کے حامل تھے۔

حضرت ابوبکر کی اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے محبت

حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صلی ابوبکر رضی اللہ عنہ العصر ثم خرج یمشی فرأی الحسن یلعب مع الصبیان فحملہ علی عاتقہ وقال بابی شبیہ بالنبی لا شبیہ بعلی وعلی یضحک.(۲)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ نے نماز عصر ادا کی پھر نکل کر پیدل چلنے لگے پس آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں پھر آپ نے ان کو کندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا: میرے باپ آپ پر فدا ہوں آپ تو نبی کریم ﷺ جیسے ہیں لیکن علی رضی اللہ عنہ جیسے نہیں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امام حسن رضی اللہ عنہ سے محبت۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنا جانا۔

☆ اہل بیت پر سب کو فدا کرنا۔

---

(۲)—صحیح البخاری ۱۱/۳۷۷

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ کی طرف دیکھ کر ہنسنا۔

طائرانہ نظر

رسول اللہ ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانیت میں سب سے افضل شخصیت جو عہد رسالت کے اسلامی غزوات کے مجاہد وغازی، رسول اللہ ﷺ کے جانشین وخلیفہ، عہدِ رسالت ﷺ کے قاضی ومفتی، پوری اسلامی دنیا کے عظیم اور بہادر حکمران، چھوٹی سی عمر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور فرمایا اے حسن آپ پر میرا باپ فدا آپ تو حضور ﷺ جیسے ہو لیکن علی رضی اللہ عنہ جیسے نہیں ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سن کر ضحک (ہنسے) فرمایا۔"

خیال رہے:

انسان کا انداز خوشی تین اقسام میں منقسم ہے۔

☆ تبسم

☆ ضحک

☆ قہقہہ

خوشی سے لب ہلیں تو تبسم اور دندان نظر آئیں تو ضحک اور اونچی آواز میں خوشی قہقہہ کہلاتی ہے، یہاں تبسم سے ایک درجہ بڑھ کر خوشی ہے اور قہقہہ سے صحابہ علیہم الرضوان کی شان کریمی بعید ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہنسنا احساس وقربت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات

امام شعبی فرماتے ہیں:

لما مرضت فاطمة رضى الله عنهااتاها ابوبكر رضى الله عنه فاستأذن عليهافقال على رضى الله عنه : يا فاطمة هذا ابوبكريستأذن عليك فقالت : تحب ان اذن له قال : نعم فاذنت له فدخل عليها يترضاها، وقال والله ما تركت الدار والمال والاهل ولاعشيرةالا ابتغاء مرضاة الله و مرضاة رسوله ومرضاتكم اهل البيت ثم ترضاها حتى رضيت.(۱)

ترجمہ: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے اور اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے فاطمہ: ابوبکر اجازت مانگ رہے ہیں، کیا آپ اجازت دینا پسند کریں گی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں میں نے اجازت دے دی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی رضامندی کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: اللہ کی قسم میں نے گھر، گھر والے، خاندان اور مال کو صرف اللہ، واس کے رسول اور اہل بیت کی خاطر چھوڑا ہے، پھر آپ نے ان کو راضی کیا اور وہ راضی ہوگئیں۔

---

(۱)—السنن الكبرى للبيهقى ٦/٣٠١، البداية والنهاية ٥/٢٨٩،فتح البارى ٩/٣٤٥، سير اعلام النبلاء ٢/١٢١

امام بیہقی فرماتے ہیں:

هذا مرسل حسن باسناد صحيح.(۱)

ترجمہ: یہ مرسل حسن ہے اس کی سند صحیح ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وهوو ان كان مرسلا فاسناد ه الى الشعبى صحيح.(۲)

ترجمہ: اور اگر چہ یہ مرسل ہے لیکن شعبی تک اس کی سند صحیح ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

اسناده جيد قوى .(۳)

ترجمہ: اس کی سند جید قوی ہے۔

شیخ شعیب اُرنؤ وط لکھتے ہیں:

اخرجه ابن سعد فى الطبقات و اسناده صحيح لكنه مرسل (۴).

ترجمہ: اس کو ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے، لیکن مرسل ہے۔

---

(۱)–السنن الكبرى للبيهقى ۶/ ۳۰۱

(۲)–فتح البارى ۹/ ۳۴۵

(۳)–البداية والنهاية ۵/ ۲۸۹

(۴)–تخريج سير اعلام النبلاء ۲/ ۱۲۱

فوائدروایت

☆ خلیفہ رسول کی سادگی۔

☆ خلیفہ رسول کی اہل بیت سے محبت۔

☆ ان کے گھر جانے سے پہلے اجازت ملحوظِ خاطر۔

☆ حضرت فاطمہ کی تیمارداری۔

☆ سب کچھ اہل بیت کے لیے قربان۔

☆ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی رضا۔

طائرانہ نظر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ:

واللہ ما ترکت الدار والمال والاھل ولاعشیرۃ الا ابتغاء مرضاۃ اللہ و مرضاۃ رسولہ ومرضاتکم اھل البیت ثم ترضاھا حتی رضیت.

کئی سوالوں کا جامع جواب ہے چاہے صدیق اکبر کی محبتِ اہل بیت کی بات ہو یا اہل بیت کے لئے وظیفہ کے تقرر کی بات ہو یا باغِ فدک کی بات ہو۔

سچے اور عظیم خلیفہ کی ایسی گفتگو نہ تو چھوٹی بات ہے اور نہ جھوٹی، جو فرما دیا کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی اور پھر بابِ علم کا اس روایت کو امتِ مسلمہ تک پہنچانا تمام تر شکوک وشبہات کا ازالہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تمام مسلمانوں کی رضا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما بویع ابوبکر قال: این علی لا أراہ؟ قالوا لم یحضر قال: ابن الزبیر؟ قالوا: لم یحضر قال: ما حسبت الاان ھذا البیعة عن رضا جمیع المسلمین، ان ھذہ البیعة لیست کبیع الثوب الخلق، ان ھذہ البیعة لا مردود لھا، فلما جآء علی قال: یا علی ماأبطأ بک عن ھذہ البیعة؟، قلت: انی ابن عم رسول اللہ ﷺ و ختنه علی ابنته، لقد علمت انی کنت فی ھذا الامر قبلک، قال لا تزری بی یا خلیفة رسول اللہ فمد یدہ فبایعه، فلما جآء الزبیر قال: ما أبطأ بک عن ھذہ البیعة؟ قلت انی ابن عمة رسول اللہ ﷺ و حواریة، اما علمت انی کنت فی ھذا الامر قبلک؟ قال لا تزری بی یا خلیفة رسول اللہ ﷺ ومد یدہ فبایعه. (۱)

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی تو آپ نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ میں نے ان کو نہیں دیکھا، تو لوگ کہنے لگے وہ نہیں تشریف لائے پھر فرمایا: ابن زبیر کہاں

---

(۱)-کنز العمال ۵/۶۳۸

ہیں؟ تو لوگوں نے کہا وہ بھی نہیں آئے میرا خیال ہے کہ یہ بیعت تمام مسلمانوں کی رضا سے ہی ہوئی، یہ بیعت بوسیدہ کپڑے کی بیع کی طرح نہیں ہے، نہ ہی اس کا انکار کیا جا سکتا ہے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا: اے علی کس وجہ سے اس بیعت میں تاخیر ہوئی؟ تو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا چچا زاد اور داماد ہوں، مجھے تھا کہ میں اس معاملے میں آپ سے پہل کروں گا، آپ تاخیر نہ فرمائیں اور ہاتھ بڑھا کر بیعت فرمائیں پس آپ نے بیعت لی، پس حضرت زبیر آئے تو فرمایا: اس بیعت میں آپ کی تاخیر کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اور حواریہ کا بیٹا ہوں، مجھے تھا کہ اس معاملہ میں، میں پہل کروں گا، آپ تاخیر نہ فرمائیں اور ہاتھ بڑھا کر بیعت فرمائیں پس آپ نے بیعت لی۔

ابن کثیر فرماتے ہیں:

اسناده صحيح.(۱)

ترجمہ: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد روایت

☆ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع امت ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی بیعت پر راضی تھے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تصور میں رکھنا۔

---

(۱)—كنز العمال ٥/ ٦٣٨

طائرانہ نظر

خلیفۂ وقت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار آپ کے اسلام کے عظیم رکن وراہنما ہونے کی طرف مشیر ہے،اور آپ کا استفسار اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ ان کی تاخیر سے باخبر تھے،ظاہر ہے عظیم قائد کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر رکن کی طرف نگاہ رکھتا ہے،حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اسلام کے راہنما تھے ان کو بھلا دینا کیسے ممکن تھا اور ویسے بھی اہل بیت سے ہونے کی وجہ سے اپنی اولاد سے بڑھ کر حضرت علی سے پیار کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے بھی تھے۔

حضرت علی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی نیکیوں میں سے ایک نیکی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وهل انا الا حسنة من حسنات ابی بکر رضی الله عنه.(۱)

ترجمہ: میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہوں۔

عبدالمنعم لکھتے ہیں:

اسناده صالح.(۲)

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ محسن ہیں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکی ہیں۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خود کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکی کہ
کوئی اجنبی بات نہیں جو شخصیت عالمِ اسلام کی محسن ہو وہ شخصیات کی محسن بھی ہو
ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

---

(۱)۔ فضائل ابی بکر للعشاری ص۵۱، تاریخ دمشق ۳۰/۳۸۳، مختصر تار
دمشق ۴/۲۹۶

(۲)۔ تخریج فضائل ابی بکر للعشاری ص۵۱

جملہ نہیں فرمایا، بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

- **وھذا سیدنا بلال حسنة من حسنات ابی بکر. رضی الله عنه.(۱)**

ترجمہ: اور یہ ہمارے سردار بلال حضرت ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کے دستِ شفقت پر لوگ اسلام لائے جن میں عشرہ مبشرہ میں سے بھی شامل ہیں، اور آپ کی شفقت سے لوگ کفار کی غلامی سے آزاد کئے گئے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نیکیاں ہوسکتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا چند وجوہات کی بنا پر ہوسکتا ہے۔

☆ آپ کی اسلام اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردیوں کی وجہ سے۔

☆ اہل اسلام پر احسان کو اپنے اوپر احسان سمجھا۔

☆ حدیث میں شیخ ہونے کی وجہ سے۔

☆ نکاح کے معاملہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے سبب۔

☆ حضرت فاطمہ سے نکاح کا مشورہ دینے کی وجہ سے۔

اور اگر یہ تمام تر احسانات کو ملحوظ رکھا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

---

(۱)—المستدرك للحاكم ۱۲/ ۱٤٤، معرفة الصحابة لابی نعیم ۳/ ۳۹۹

یوم آخرت اور ذکرِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینادی مناد: این السابقون الاولون؟ فیقول: من ؟فیقول: این ابوبکر الصدیق فیتجلی اللہ لابی بکر خاصة و للناس عامة.(۱)

ترجمہ: ایک ندا دینے والا ندا دے گا: کہاں ہیں ایمان میں سبقت لینے والے، پہل کرنے والے پھر کہے گا کون ہیں: پھر کہے گا کہاں ہیں ابوبکر پس اللہ تعالی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر اور لوگوں کو عمومی طور پر ڈھانپ لیں گے۔

یہ روایت حضرت انس بن مالک سے بھی مختلف الفاظ میں مروی ہے جس کے بارے میں محب الدین طبری لکھتے ہیں:

خرجه صاحب الفضائل وقال :حسن .(۲)

ترجمہ: اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔

☆ آپ رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔

---

(۲)—الریاض النضرة ص۷۵، تحفة الصدیق لابن بلبان ۱/۱۱

(۱)—الریاض النضرة ص۷۵

☆ اللہ تعالیٰ آپ پر تجلی کا نزول فرمائے گا۔

طائرانہ نظر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مختلف مقامات پر حضرت صدیق اکبر کے کمالات، آپ پر رحمتوں کی بارش اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطافتوں کا ذکر فرمانا آپ کے ساتھ خاص تعلق کو بیان کرتا ہے آپ نے نہ صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان، بلکہ کاملیتِ ایمان کی گواہی بیان کی اور جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو اخروی کامیابی کا مژدہ سنایا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا کر اپنے محب ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قرأت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان ابوبکر یخافت بصوته اذا قرأ و کان عمر یجهر بقرأته، وکان عمار اذا قرأ یأخذ من هذه السورة، وهذه فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لأبی بکر: لم تخافت؟ قال: انی لأسمع من اناجی، وقال لعمر لم تجهر بقرأتک ؟ قال: افزع الشیطان و اوقظ الوسنان، وقال لعمار ولم تأخذ من هذه الصورة و هذه ؟ قال: أتسمعنی اخلط به ما لیس منه قال : لا، قال: فکله طیب.(١)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آہستہ آواز سے قرأت کرتے اور حضرت عمر بلند آواز سے قرأت کرتے اور حضرت عمار کبھی اس سورت سے کبھی اس سورت سے قرأت کرتے پس یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: آپ آہستہ قرأت کیوں کرتے ہیں تو آپ نے عرض کی: میں رازداں کو سناتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اونچی آواز میں کیوں قرأت کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں شیطان کو خوف دلاتا ہوں اور سونے والوں کو جگاتا ہوں، پھر عمار سے فرمایا: آپ کبھی اس کبھی اس سورت سے کیوں لیتے ہیں؟ تو

---

(١)—فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ١٣١، غاية المقتصد ١/١٣٣٢
كنز العمال ٢/٣١٦، المسند الجامع ٣١/١٨٣

آپ نے عرض کی: کیا آپ مجھ سے کچھ ایسا سنتے ہیں کہ میں خلط کر دیتا ہوں جو اس سے نہیں ہوتا؟ تو آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا: سب ٹھیک ہے۔

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

رواه أحمد ورجاله ثقات.(١)

ترجمہ: اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

فوائد روایت

☆ قرأت قرآن میں دلچسپی۔

☆ عبادت میں حضوری۔

☆ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے عمل مبارک کی تصدیق۔

طائرانہ نظر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عبادت کا ذکر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت مبارک ہے اور اس بات کی گواہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف اور خوبیاں ہی سنی گئیں کبھی بھی آپ کی مخالفت میں ایک قول بھی ثابت نہیں ہے۔

---

(١)—مجمع الزوائد ٢ / ٣١٤

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عہد مبارک سب سے بہتر

عبد خیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

قام علی رضی اللہ عنہ فقال: خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و عمر و انا قد احدثنا بعدهم احداثا یقضی اللہ تعالی فیها ما شاء .(۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پھر فرمایا: اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں اور ہم تو ان کے بعد ایک حادثہ میں مبتلا ہو گئے، اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ فرمائیں گے جیسے چاہیں گے۔

وصی اللہ بن عباس لکھتے ہیں:

اسناده صحیح لغیره.(۲)

ترجمہ: اس کی سند اپنے غیر کی وجہ سے صحیح ہے۔

صاحب تخریج لکھتے ہیں:

حدیث صحیح و صححه احمد شاکر .(۳)

ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے اس کو احمد شاکر نے صحیح کہا ہے۔

---

(۱)–المسند لاحمد بن حنبل ۲/۳۸۳، فضائل الصحابة ص۱۴۷

(۲)–تخریج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ۱۴۷

(۳)–تخریج مناقب عمر بن الخطاب لابن الجوزی ص ٤٤

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساری امت سے بہتر ہیں۔

☆ آپ کا عہد مبارک پر امن تھا۔

طائرانہ نظر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخری ایام میں کچھ لوگ کھلی بغاوت پر اتر آئے جس کی وجہ سے آپ کے لیے سکیورٹی کا انتظام کیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں سکیورٹی پلان تیار ہوا جس میں حضرات حسنین کریمین بھی شریک تھے شومیٔ قسمت کہ قاتلین عثمان اپنے برے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور گھر کے پیچھے سے موقع پا کر آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے شہید کر دیا، امیر المؤمنین اور خلیفہ وقت کا قتل کوئی عام سی بات نہ تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ بھلا دی جاتی۔

اسی بنا پر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کر دیا آپ نے حالات کے پیش نظر ان سے کچھ وقت مانگا مگر یہ بات بڑھتی گئی اور ایک روز بعض اسلام دشمن عناصر کی شرارتوں کے سبب میدان تک آ پہنچی جو لڑائی کی صورت اختیار کر گئی جس کو جنگ صفین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اسلام کو ایک عظیم دھچکا لگا لیکن یہ سب کچھ کسی دشمن کا کرتا دھرتا تھا۔

جہاں تک حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی بات ہے تو اس معاملہ میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ آپ دونوں صحابہ تھے اور مجتہد تھے آپ نے اپنے اپنے علم کے مطابق اجتہاد فرمایا کسی کو گمراہ نہیں کہا جا سکتا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ ان

دونوں ہستیوں پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنگ صفین کے بعد جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا شاید انہی حادثات کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا جملہ ارشاد فرمایا، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے خوارج کی وجہ سے یا مخالفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یوں فرمایا ہو۔

آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھی

عبد خیر فرماتے ہیں کہ:

سمعت عليا رضى الله عنه يقول قبض الله نبيه على خير ما قبض عليه نبى من الانبياء عليهم السلام ثم استخلف ابو بكر رضى الله فعمل بعمل رسول الله ﷺ وسنة نبيه و عمر رضى الله عنه كذلك (١).

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو ایسی بھلائی پر رخصت کیا جس پر انبیاء علیہم السلام تھے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ مبارکہ اور سنت مبارکہ کے مطابق زندگی گزاری اور اسی طرح ہی عمر رضی اللہ عنہ نے بھی۔

وصی اللہ بن محمد عباس نے اس کی سند کو حسن لغیرہ کہا۔(٢)

---

(١)–المسند لاحمد بن حنبل ٣/١٣،المصنف لابن ابى شيبة ١٦/١٢٩ كنز العمال ١/٤٥٦، الشريعة للآجرى ٥/١٢،فضائل الصحابة ١/٤١٥

(٢)–تخريج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ٣١١

آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ سنتِ نبوی ﷺ کے عین مطابق تھی

عبد خیر فرماتے ہیں کہ:

سمعت عليا رضی الله عنه يقول قبض الله نبيه على خير ما قبض عليه نبی من الانبياء عليهم السلام ثم استخلف ابوبكر رضی الله فعمل بعمل رسول الله ﷺ وسنة نبيه و عمر رضی الله عنه كذلك (١).

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایسی بھلائی پر رخصت کیا جس پر انبیاء علیہم السلام تھے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ مبارکہ اور سنت مبارکہ کے مطابق زندگی گزاری اور اسی طرح ہی عمر رضی اللہ عنہ نے بھی۔

وصی اللہ بن محمد عباس نے اس کی سند کو حسن لغیرہ کہا۔(٢)

---

(١)—المسند لاحمد بن حنبل ١٣/٣، المصنف لابن ابی شيبة ١٢٩/١٦ كنز العمال ٤٥٦/١، الشريعة للآجری ١٢/٥، فضائل الصحابة ٤١٥/١

(٢)—تخريج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ٣١١

فوائد روایت

☆ رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک جیسا آپ کا عمل مبارک تھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ ہی خلیفہ منتخب ہوئے۔

طائرانہ نظر

یحییٰ بن معین ہوں یا خاتمۃ المحدثین ابن حجر عسقلانی ہوں جب یہ لوگ کسی راوی کو ثقہ کہتے ہیں تو محدثین اس راوی کی ثقاہت کو اہمیت دیتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابن حجر عسقلانی کے حکم کی وجہ سے محدثین اس حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دیتے ہیں اگر یحییٰ بن معین یا ابن حجر عسقلانی کی توثیق کسی حد تک قابل اعتماد ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توثیق و تعدیل کس درجہ کی ہوگی اور پھر توثیق و تعدیل پر سیرت رسول عربی ﷺ کی مہر ثبت ہو تو اس کا مقام کیا ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطابق قرار دینا آپ کی صداقت و عدالت پر جامع دلیل ہے۔

ہم سب سے افضل

موسیٰ بن شداد کہتے ہیں:

سمعت عليا يقول : افضلنا ابوبكر .(۱)

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرمار ہے تھے: ہم میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

عبدالمنعم کہتے ہیں:

اسناده ضعيف والاثر صحيح .(۲)

ترجمہ: اس کی سند ضعیف ہے اور یہ اثر صحیح ہے۔

فوائد روایت

- ☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔
- ☆ آپ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے بھی افضل ہیں۔

---

(۱)-الرياض النضرة ۱/۲۳۱

(۲)-تخريج فضائل ابى بكر العشارى ص۳۴

آپ رضی اللہ عنہ تمام صفاتِ جمیلہ کے حامل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الخير ثلاثمائة و ستون خصلة اذا اراد الله بعبد خيرا جعل فيه واحدة منهن فدخل بها الجنة قال :فقال ابوبكر :يا رسول الله هل في شيء منها؟ قال: نعم جمع من كل . خرجه في فضائله، و خرجه ابن البهلول من حديث سليمان بن يسار عن النبي ﷺ . (١)

ترجمہ: بھلائی تین سو ساٹھ (360) خصلتوں میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک اس میں رکھ دیتا ہے پھر اس کی وجہ سے وہ بندہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا ان میں سے کوئی مجھ میں بھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں آپ میں سب ہیں۔

عمرو عبدالمنعم لکھتے ہیں:

قلت وقد روى عنه هنا عمر بن يونس و بقية رجال اسناده ثقات .(٢)

---

(١)-الرياض النضرة ص ١١٣، فضائل الصحابة ص [illegible]، تاريخ دمشق [illegible]

(٢) تخريج الرياض النضرة: ١١٣

ترجمہ: میں نے کہا یہ یہاں عمر بن یونس سے مروی ہے اور اس سند کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

فوائد روایت

☆ شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبانِ نبیِ اطہر ﷺ

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جامع صفات کے حامل ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان صفات کے سبب جنتی ہیں۔

طائرانہ نظر

مختلف انسان مختلف خصائل وصفات کت حامل ہوتے ہیں، اگر یہ صفات فردِ واحد میں جمع ہو جائیں تو اسے جامع الصفات کہا جاتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ خصلتیں کسی میں پائی جاتی ہیں اور کسی میں نہیں، لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وہ ذات ہے جن کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ساری (بھلائی سے معمور) خصلتیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں پائی جاتی ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ میرا سب کچھ آپ کے لئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ : ما نفعني مال قط ما نفعني مال ابي بكر فبكى ابو بكر هل انا و مالي الا لک يا رسول الله ﷺ .(۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا پس حضرت ابو بکر رو پڑے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ میں اور میرا مال آپ ہی کے لئے ہے۔

امام ابن کثیر کہتے ہیں:

وروى ايضا من حديث علي وابن عباس وانس و جابر بن عبد الله و أبي سعيد الخدری رضی الله عنهم.(۲)

ترجمہ: یہ حدیث حضرت علی، و ابن عباس، و انس، و جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

یہ حدیث شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

---

(۱)—سنن ابن ماجه ۱/۱۰٤،مسند احمد بن حنبل ۱۵/۱۷۵
مصنف ابن ابی شیبة۷/٤۷۱،صحیح ابن حبان ۲۸/۲۵۹
مشكل الآثار ۲/٤۵۵،كنز العمال ۱/۳٤۰

(۲)— تاريخ الخلفاء ۱/۱٤

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے رسول اللہ ﷺ اور اسلام کو فائدہ ہوا۔

☆ اخلاص کے آنسو۔

☆ اپنا سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے لئے قربان کرنے کی خواہش۔

طائرانہ نظر

سخاوت صرف مال کی تعداد کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ سخاوت کبھی تو مال کے اعتبار سے ہوتی ہے اور کبھی سب کچھ قربان کرنے کا نام ہوتا ہے جس کا دوسرا نام جانثاری ہے اگر ایک شخص امیر ہے اور اپنے مال میں سے کچھ حصہ دیتا ہے جو لاکھوں تک پہنچ جاتا ہے اور دوسرا شخص اس طرح امیر نہیں ہوتا اور وہ اپنا سارا مال دے دیتا ہے اور وہ سینکڑوں کی تعداد میں ہوتا ہے تو خود ہی اندازہ کریں کہ بڑا سخی کون ہے مال میں سے کچھ حصہ دینے والا یا سارا کچھ دے دینے والا؟؟

جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر وہ جانثار صحابی تھے جنہوں نے سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا مسجد نبوی کی زمین خریدنے، غلاموں کی آزادی یا گھر بار چھوڑنے کی بات ہوئی تو اپنی خدمات سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو پیش کیں جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سب سے زیادہ آپ کے مال نے مجھے نفع دیا تو پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا سب کچھ آپ کا ہے۔

حضرت علی کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے بیعت کے عدم انکار پر قسم کھانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان عليا قال لابی بكر والله ما منعنا ان نبايعک انكار منا لفضلک ولا تنافس منا عليک لخير ساقه الله اليک ولكنا كنا نرى ان لنا فی هذا الأمر حقا فاستبددتم علينا ثم ذكر قرابته من رسول الله ﷺ حتی بكی ابوبكر ثم صمت ثم تشهد ابوبكر فقال والله لقرابة رسول الله ﷺ احب الی من قرابتی وانی والله ما الوت فی هذه الأموال التی بيننا و بينكم عن الخير ولكنی سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا نورث ما تركنا صدقة انما يأكل آل محمد فی هذا المال وانی والله ما ادع أمرا صنعه فيه الّا صنعته ان شاء الله فقال موعدک العشية للبيعة فلما صلي ابوبكر الظهر اقبل على الناس و عذر عليا ببعض مااعتذر ثم قام على فذكر ابا بكر و فضيلته و سابقته ثم قام اليه فبايعه فاقبل الناس الى على فقالوا احسنت و اصبت...(۱)

---

(۱)–فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ۳۶۲

وصی اللہ بن محمد عباس نے کہا:

والحديث من اصح الصحاح .(۱)

اور یہ حدیث صحیح احادیث میں سے صحیح حدیث ہے۔

ترجمہ: بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی قسم آپ کی فضیلت کی وجہ سے ہمیں کسی امر نے بھی آپ سے بیعت لینے سے نہ روکا اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے آپ سے مقابلہ کیا اللہ تعالی نے خود آپ کا انتخاب فرمایا اور لیکن ہمارا خیال تھا کہ اس معاملہ میں ہمارا حق ہے پس آپ غالب آ گئے پھر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا ذکر کیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر خاموش ہو گئے پھر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا: اللہ کی قسم اپنی قرابت (خاندان) سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے مجھے محبوب ہے، اللہ کی قسم اس مال کے معاملہ میں جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہے میں نے کبھی بھلائی سے اعراض نہیں کیا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ہم وارث نہیں ہوتے کہ آل محمد اس میں سے کھائے جو چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہے، اللہ کی مشیت کے خلاف میں نے کبھی کچھ نہیں کیا پھر آپ نے فرمایا کہ: آپ کی بیعت کا وقت عشاء ہے پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھائی آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو عذر تھا وہ پیش کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور

---

(۱) - تخريج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص ٣٦٢

آپ کی فضیلت و سبقت کو بیان کیا پھر کھڑے ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور عرض کرنے لگے: آپ نے بہت اچھا کیا اور درست سمت اختیار کی۔

فوائد روایت

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی وقت بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا انکار نہیں کیا۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد سے بڑھ کر حضور ﷺ کی اولاد سے محبت کرتے تھے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود عذر پیش کیا۔

☆ حضرت صدیق اکبر کی عظمت بیان کی۔

☆ لوگ بھی یہی چاہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو لوگوں نے درست اور اچھا فیصلہ قرار دیا۔

طائرانہ نظر

کسی کے خیالات کی ترجمانی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا جب تک کہ صاحب تصور خود اس کو اپنے قول و فعل سے واضح نہ کر دے مثال کے طور پر اگر کوئی عدالت کسی کو اس بات کی سزا دے کہ فلاں شخص فلاں کے بارے میں غلط کیوں سوچ

رہا تھا تو وہ عدالت خود مجرم بن جائے گی کیونکہ کوئی عدالت یا شخص یہ نہیں بتا سکتے کہ کوئی کیا سوچتا ہے ماسوائے اس کے کہ کوئی قرینہ دلالت کررہا ہو یہ زعم باطل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے بارے میں نہ جانے کیا خیالات رکھتے ہوں گے یہ ساری کی ساری کتاب آپ کرم اللہ وجہہ کے خیالات کی ترجمان ہے جس کے بعد شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں شک نہیں

عبد خیر فرماتے ہیں:

قلت لعلی من خیر الناس بعد النبی ﷺ ؟ قال الذی لا نشک فیہ والحمد للہ :ابو بکربن ابی قحافة قال : قلت ثم من ؟ قال الذی لا نشک فیہ والحمد للہ عمر بن الخطاب.(۱)

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جس میں ہمیں کوئی شک نہیں اور الحمدللہ وہ ابوبکر ابوقحافہ ہیں پھر میں نے کہا پھر کون؟ تو فرمایا: وہ جس میں کوئی شک نہیں اور الحمد للہ وہ عمر بن الخطاب ہیں۔

وصی اللہ بن محمد عباس نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر، نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔

☆ آپ کی خلافت اور عظمت میں کوئی شک نہیں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے الحمد للہ کہہ کر آپ کی عظمت کو بیان فرمایا۔

---

(۱)—تخریج فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ص۳٦٤

طائرانہ نظر

جب اللہ کی طرف سے کسی نعمت کا حصول یا راحت نصیب ہوتی ہے تو اس کے جواب میں یا کسی اچھے فعل کے آغاز سے قبل الحمد للہ کہا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہاں معاملہ کیا ہے؟ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات کی بات کی جائے تو بھی الحمد للہ آپ اللہ کی نعمت ہیں، اگر آپ کے ذکر جمیل کی بات کی جائے تو ایک اچھے پہلو کا آغاز ہے۔ ہر اعتبار سے دیکھا جائے تو الحمد للہ کہنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال درجہ فراست ہے جس میں اللہ کی نعمت کا شکر بھی ادا ہو گیا اور ان کے اسم گرامی سے پہلے اللہ کی تعریف بیان ہو گئی۔

سب سے پہلے مسلمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اول من اسلم من الرجال ابوبکر . خرجه ابن السمان فی الموافقة.(۱)

ترجمہ: مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر اسلام لائے۔

یہ روایت ابراہیم نخعی اور محمد بن سرین سے بھی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔(۲)

امام ابن کثیر کہتے ہیں:

والصحیح ان علیا اول من اسلم من الغلمان .....وابو بکر الصدیق اول من اسلم من الرجال الاحرار.(۳)

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ حضرت علی پہلے شخص ہیں جو بچوں میں ایمان لائے اور ابوبکر صدیق آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام میں سبقت کا ثبوت

---

(۱)—الریاض النضرة ۱/۳۵

(۲)—الریاض النضرة مع تخریجه ص ۲۲٤

(۳)—البدایة و النهایة ۷/۲۲۳

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لے کر آئے۔

طائرانہ نظر

کسی نے کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں، کسی نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے، کسی نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے، کسی نے کہا حضرت زید بن حارثہ سب سے پہلے ایمان لائے سب کو کسی تحقیق کا انتظار تھا کہ کون سب سے پہلے ایمان لایا اللہ تعالیٰ، امام الائمہ امام ابوحنیفہ کو جزا دے جن کے بارے میں امام اشافعی نے فرمایا کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔

امام ابوحنیفہ کی تحقیق نے یہ مشکل آسان کر دی، آپ نے فرمایا: عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی، بڑوں میں حضرت ابوبکر اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اسلام لائے۔

اس تحقیق کی رو سے کسی کو بھی اول مسلمان کہنا غلط نہیں لیکن اس روایت میں الرجال کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں جو نہ تو بچوں کے لیے اور نہ ہی غلاموں کے لیے عمومی طور پر استعمال ہوتے ہیں بلکہ آزاد مردوں کے لیے لائے جاتے ہیں علاوہ ازیں امام ابن کثیر کے قول (رجال احرار یعنی آزاد مرد) سے بھی یہ مفہوم سمجھ میں آرہا ہے۔

چار چیزوں میں سبقت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

لما ولی علی بن ابی طالب قال له رجل یا امیر المؤمنین کیف تخطاك المهاجرون الی ابی بكر رضی الله عنه وانت اكرم منقبة واقدم سابقة فقال له لو لا امیر المؤمنین عائذه الله لقتلك و لئن بقیت لتأتینك روعة حصرا ویحك ان ابا بكر سبقنی الی اربع لم اتهن ولم اعتض منهن الی مرافقة الغار والی تقدم الهجرة وانی آمنت صغیرا و امن كبیرا و الی اقام الصلوة ۔(۱)

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے تو ایک شخص کہنے لگا اے امیر المؤمنین مہاجرین نے کیسے آپ پر ابوبکر کو ترجیح دی حالانکہ آپ زیادہ معزز و مقدم ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ تیرے قتل کی اجازت دیتا تو تجھے قتل کر دیتا اور اگر تو زندہ رہا تو تجھ پر ہمیشہ خوف طاری رہے گا، تیری ہلاکت ہو! ابوبکر چار چیزوں میں مجھ سے سبقت لے گئے جو میں نہ کر سکا نہ کر سکوں گا:

☆۔ غار میں رفاقتِ نبوی ﷺ"

☆۔ ہجرت میں تقدیم

---

(۱)– فضائل ابی بکر العشاری ۱/۳، کنز العمال ۱۳/۲۵، جامع الأحادیث ۳۲/۵۸

☆۔میں بچپن میں ایمان لایا اور وہ ادھیڑ عمر میں

☆۔لوگوں کو نماز پڑھانے میں (امامت میں)

روایت کے آخری حصے کی تائید قرآن وحدیث سے ہو رہی ہے، ہجرت اور غار میں رفاقت نبوی ﷺ، قرآن کریم سے، اور آخر الذکر دونوں کی تائید رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ہو رہی ہے۔ یہ حدیث لفظا اور معنا صحیح ہے۔

فوائد روایت

☆۔یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے۔

☆۔خوشامد پرستوں کی مذمت۔

☆۔اتنی بات کو بھی گستاخیِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سمجھا۔

☆۔دفاعِ مقامِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

☆۔اظہارِ ناراضگی فرما کر شکوک وشبہات کا ازالہ کیا۔

☆۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چار چیزوں میں خود سے مقدم سمجھا۔

☆۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل سمجھا۔

طائرانہ نظر

خلیفۂ وقت ہو، سابق (Former) خلیفہ کے خلاف ایک لفظ بھی سننے کے لئے تیار نہ ہو، جو بات کرے اسے قتل کی دھمکی دی جائے یہ چند وجوہات کی بنیاد پر ہو سکتا ہے،

☆۔مخلص خلیفہ کی مخلص خلفاء کی جانشینی۔

☆۔حدود شریعت کا تحفظ۔

☆۔عہدہ خلافت کا تحفظ۔

☆۔رسول اللہ ﷺ کے رفقاء کی عزت کا تحفظ۔

☆۔اپنے مابعد خلیفہ کے لئے درس۔

☆۔سچے اور ایمان دار لوگوں کے مقام و مرتبہ کا تحفظ۔

☆۔بے جا اعتراض کرنے والوں کی زبان بندی۔

یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فصیحانہ جملے قابل غور ہیں، لفظ قتل کے شروع میں لام تاکید اور لفظ ویح کا استعمال آپ کے غم وغصہ کا اظہار ہے، یہاں ایک اور بات قابل غور رہے کہ: ویح کا معنی ہمدردی بھی آتا ہے اور ہلاکت بھی اور قرآن کریم میں جو ویل کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے اس کے مطابق اس سے مراد جہنم کا گڑھا ہے مگر قرینہءِ کلام سے اندازہ لگایا جائے گا، آیا یہ ہمدردی کے معنی میں ہے؟؟ تو یاد رکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اندازِ تکلم اس کے بالکل برعکس ہے اس لئے یہ لفظ ہمدردی کے معنی میں استعمال نہیں ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ایسے دلائل پیش کئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور آپ کے دلائل قرآن کریم اور سنت ثابتہ سے ماخوذ ہیں حالانکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپ کا فرمان مبارک بھی حجت ہے جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین .

ترجمہ: تم پر میرا اور خلفائے راشدین کا طریقہ لازم ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ ایسی خصوصیات ہیں:

☆۔غار میں رفاقت ''نبوی ﷺ''

☆۔ہجرت میں تقدیم

☆۔ادھیڑ عمر میں اسلام میں تقدیم

☆۔لوگوں کو نماز پڑھانے میں (امامت میں) تقدیم

جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئیں، نہ ہو سکیں گی، ایسی خصوصیات پر مختلف صحابہ کرام نے رشک اور برملا رشک کا اظہار بھی کیا، ان خصوصیات کی بنا پر آپ کو ہمیشہ امتیازی خصوصیات سے مختص کیا جاتا رہا اور تا قیامت کیا جائے گا۔

امامت وتقدیم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قدم رسول الله ﷺ ابا بكر فصلى بالناس وانى لشاهد غير غائب وانى لصحيح غير مريض ولو شاء ان يقدمنى لقدمنى فرضينا لدنيانا من رضيه الله و رسوله لديننا.(١)

یہ روایت معناً صحیح ہے جس کا مفہوم مذکورہ روایات میں موجود ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو مصلی امامت پر کھڑا کیا، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی حالانکہ، میں وہاں ہی تھا، غائب نہیں تھا، میں صحیح تھا بیمار نہیں تھا، اگر آپ مجھے آگے کرنا چاہتے تو کر دیتے، ہم ان سے اپنے دنیاوی معاملات کے لئے راضی ہو گئے جن سے رسول اللہ ﷺ ہمارے دینی معاملات کے لئے راضی ہوئے۔

فوائد روایت

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں ہی امت کے امام تھے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وتقدیم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں رضا۔

---

(١)– اسد الغابة فى معرفة الصحابة لابن الاثير ٢/١٤٩، فضائل الخلفاء الراشدين لابى نعيم ١/٣١٥، الرياض النضرة ص١٧٧

طائرنہ نظر

انداز کلام ہمیشہ کلام کی اہمیت کو واضح کرتا ہے اگر کلام دلائل کے ساتھ ہو تو پختگی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام انتہائی فکر انگیز ہے کیوں کہ آپ نے پہلے اپنی حاضری کا ثبوت پیش کیا جو ایک گواہی کی صورت ہے، پھر اپنی گواہی سے پہلے لام تاکید اور حروف مشبہ بالفعل بالتحقیق ذکر کر کے کلام کو مزید پختہ کیا پھر اپنی تندرستی کا ذکر کیا، مقصد یہ تھا کہ میں وہاں موجود تھا اور پورے ہوش وحواس کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا امامت کے لئے انتخاب فرمایا اور مجھے اگر چاہتے تو آگے کرتے مگر نہیں کیا تو جو رسول اللہ ﷺ کی رضا تھی ہماری بھی وہی رضا ہے، ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام اور مقدم تسلیم کرتے ہیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کو تسلیم کیا اور ہمیشہ کے لئے کیا پھر اس پر قائم رہے۔

اور آپ کی یہ ایک مجتہدانہ کاوش تھی کہ آپ نے دینی معاملہ کو دنیاوی معاملہ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت میں تقدیم پر خلافت کی تقدیم کو قیاس کر کے امت مسلمہ کے لئے ایک اہم مسئلہ کا استنباط فرمایا، جس سے تمام پیچیدگیاں دور ہو گئیں۔

جو بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تصور میں آئی وہ کئی صحابہ کرام کے ذہن میں ہوگی اسی لئے انہوں نے کسی پس وپیش کے بغیر آپ کی امامت وخلافت کو تسلیم کرنے میں آمادگی ظاہر کی۔

صدیق اکبر کی صداقت تفسیر علی رضی اللہ عنہما کی روشنی میں

آیت کریمہ کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے:

والذی جاء بالصدق وصدق به ....الآية

عن علی رضی الله عنه فی قوله :(والذی جاء بالصدق)،قال :محمد ﷺ (وصدق به)، قال :ابو بکر رضی الله عنه.(۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو صدق لے کر آئے اس سے مراد محمد ﷺ ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس کو امام بزار نے مسند میں بھی روایت کیا ہے، اور یہ روایت حسن ہے۔

فوائد روایت

☆۔ قرآن مجید سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت۔

☆۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دین اسلام کی تصدیق کرنے والا قرار دیا۔

---

(۱)—تفسیر ابن جریر ۲۱/۲۹۰، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱۵/۲۵۹ تفسیر کبیر ۱۳/۲۶۳، بحر العلوم ٤/۳۸، النکت والعیون ٤/۱۵، فتح القدیر ٤/٦٥۸، الکشف والبیان ۱۱/٤۳۳، زاد المسیر ۷/۱۸۳، تفسیر مجمع البیان للطبرسی ص ۳٦۱

طائرانہ نظر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کی، قبول اسلام کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ سے دلیل طلب نہیں کی آپ ﷺ سے جو سنا دل و جان سے قبول کرلیا چاہے اس کا مشاہدہ کیا ہو یا نہ، ہر فرمان کی تصدیق کی۔

واقعہ اسراء کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، آپ کے صاحب (محمد ﷺ) نے کہا ہے، وہ ایک ہی رات میں بیت المقدس کی سیر کر کے واپس آ گئے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا واقعی انہوں نے کہا ہے؟؟ وہ بولے ہاں، آپ نے فرمایا: اگر انہوں نے فرمایا ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے سچ فرمایا، پھر انہوں نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایک رات میں واپس آ گئے؟ تو آپ نے فرمایا میں اس سے دور کی بھی تصدیق کروں گا، میں تو آسمان کی خبروں کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔

باب سوم

زیر نظر باب میں جو روایات ذکر کی گئی ہیں ان کی صحت وضعف پر کوئی حکم نہیں لگایا گیا، ان کو مطلقاً ذکر کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی محقق اس تحقیق کے لیے کوشاں ہو گا تو وہ دعاؤں میں شامل ہوگا۔

امین وہادی ومہدی اور راہنما

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

كانا امينين هاديين مهدين رشيدين مرشدين مفلحين .(١)

ترجمہ: وہ دونوں امانت دار تھے، ہدایت دینے والے تھے، ہدایت یافتہ تھے، را دکھانے والے تھے، راہ ہدایت کے واقف تھے، فلاح یافتہ تھے۔

فوائد روایت

☆ امانت دار یعنی جو بھی آپ کے پاس امانت رکھی جاتی آپ اس میں خیانت نہ کرتے۔

☆ آپ مسلمانوں کے عظیم راہنما تھے۔

☆ آپ مرشدِ کامل تھے۔

---

(١)—فضائل ابی بکر للعشاری ١/١١ كنز العمال ١٣: ٢٦/ جامع الاحاد ٣٠/٣٩٤

طائرانہ نظر

امانت دار اسے کہا جاتا ہے جو امانت میں خیانت نہ کرے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقع پر لوگوں کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو امین کہا جاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے امین تھے چاہے وہ آپ ﷺ کے راز و نیاز ہوں یا آپ ﷺ کی حاکمیت کے بعد خلافت کی امانت ہو آپ کو امین کہا جانا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ نے کسی امانت میں خیانت نہیں کی چاہے وہ باغ فدک ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ ایک بار بھی خیانت کرنے والے کو کبھی بھی امین نہیں کہا جاسکتا اسی لیے آپ کے امین ہونے کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دی۔

اور ہادی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو راہنمائی کرے آپ نے اسلامی تعلیمات میں لوگوں کی ایسی راہنمائی فرمائی کہ انہیں کفر کی دلدل میں پھنسنے سے بچالیا کیوں کہ اس فتنہ ارتداد کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے مرتد ہونے کا خدشہ تھا آپ نے ان نازک لمحات میں بعض لوگوں کے ایمان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیا۔

مؤمن کے دل میں محبتِ علی اور بغض ابوبکر وعمر جمع نہیں ہو سکتے

ابو جحیفہ کہتے ہیں:

دخلت علی علی رضی اللہ عنہ فی بیتہ فقلت یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ،فقال :مهلا ویحک یا ابا جحیفة الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ؟ ابوبکر و عمرویحک یا ابا جحیفة لا یجتمع حبی و بغض ابی بکرو عمر فی قلب مؤمن .(۱)

ترجمہ: میں حضرت علی رضی اللہ کے گھر گیا،عرض کی اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر،آپ نے فرمایا: تیری بربادی ہوا ے ابو جحیفہ کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر شخص کا نہ بتاؤں؟ وہ ابوبکر وعمر ہیں تیری ہلاکت ہوا ے ابو جحیفہ: میری محبت اور ابوبکر وعمر کا بغض مؤمن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

---

(۱)—المعجم الاوسط للطبرانی ۹/۱۲۰، الشریعة للآجری ۵/۲۰
مجمع الزوائد ٤/۸۷،کنز العمال ۱۳/۲۱، تاریخ الخلفاء ۱/۲۳،
تاریخ دمشق ۳۰/۳٥٦

سب سے افضل سب سے بہتر

ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں کہ:

کنت اری ان علیا رضی اللہ عنہ افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ فذکر الحدیث،قلت: لا واللہ یا امیر المؤمنین انی لم اکن اری ان احدا من المسلمین بعد رسول اللہ ﷺ افضل منک، قال: افلا احدثک بافضل الناس کان بعد رسول اللہ ﷺ،قال: قلت :بلی فقال : ابوبکر رضی اللہ عنہ فقال: افلا اخبرک بخیر الناس کان بعد رسول اللہ ﷺ و ابی بکر، قلت: بلی،قال: عمر رضی اللہ عنہ . (۱)

ترجمہ: میں یہی سمجھتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں ۔۔۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین میرا نہیں خیال کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں کوئی آپ سے افضل ہو، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل شخص بتاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ، کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر شخص نہ بتاؤں؟، میں نے کہا: ہاں تو فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔

---

(۱)–المسند لاحمد بن حنبل ۱۸/۳، السنة لعبد اللہ ۳۰۰/۳

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر بھلائی میں آگے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیه ابوبکر .(۱)

ترجمہ: اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہر بھلائی کی طرف ہم نے ہمیشہ ابوبکر کو ہی آگے بڑھتے ہوئے پایا۔

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما لوگوں کے لیے آسانی چاہتے تھے

ابزی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ان ابا بکر و عمر کانا فی جنازة یمشیان امامها و علی یمشی خلفها فقلت لعلی فقال :اما انهما قد علما ان المشی خلفها افضل ولکنهما سهلان یسهلان علی الناس.(۲)

ترجمہ: بے شک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں آگے اور حضرت علی پیچھے

---

(۱)—المعجم الاوسط للطبرانی ۵/۲۳۱

(۲)—مسند البزار ۱/۲۲۰، الاوسط لابن منذر ۹/۲۰۹ بالفاظ مختلفة، معجم ابن الاعرابی ۲/۲۹۱

چل رہے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا، آپ نے فرمایا: دونوں جانتے ہیں، پیچھے چلنا افضل ہے لیکن دونوں لوگوں کے لئے آسانی چاہتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سألت علی بن ابی طالب فقلت یا ابا الحسن ایهما افضل المشی خلف الجنَازة او امامها.فقال یا ابا سعید و مثلک یسأل عن هذا فقلت ومن یسأل عن هذا الا مثلی انی رأیت ابا بکر و عمر یمشیان امامها فقال رحمهما الله وغفرلهما اما والله لقد سمعا کما سمعنا ولکنهما کانا سهلین یحبان السهولة . الخ.(۱)

ترجمہ: میں نے علی بن ابی طالب سے سوال کیا: اے ابوالحسن جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے یا آگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسعید اسی طرح کا سوال پوچھا گیا تو میں نے عرض کی کس نے میری طرح کا سوال پوچھا؟ میں نے تو ابوبکر وعمر کو جنازہ کے آگے چلتا ہوا دیکھا ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی بخشش فرمائے اللہ کی قسم انہوں نے بھی وہ ہی سنا جو ہم نے سنا لیکن وہ لوگوں کی خاطر سہولت وآسانی کو محبوب جانتے تھے۔

---

(۱) – مسند البزار ۱/۳۱۱

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان علی حراء فتحرک، فقال: عشرة فی الجنة، ابو بکر، وعمر، و عثمان، وعلی، وطلحة، وعبد الرحمن و سعد و سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین. (۱)

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ غارِ حراء پر تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: دس جنتی ہیں: ابوبکر، وعمر، وعثمان، وعلی، وطلحہ، وعبدالرحمٰن وسعد اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہی اپنایا

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ:

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اجتمعت انا، و فاطمة، والعباس، و زید بن حارثة، فقال العباس: یا رسول اللہ ﷺ کبرت سنی، ورق عظمی، و کثرت

---

(۱)—المسند البزار ۱/ ۳۵۰

مئونتی،فان رایت یا رسول اللّٰہ ﷺ ان تـامرلی بکذا و کذا وسقا من طعام،فافعل؟ فقال رسول اللہ ﷺ: افعل،فقال زید بن حارثة : یا رسول اللہ ﷺ کـنت اعطیتنی ارضا،کان معیشتی منها،ثم قبضتها، فان رایت ان تـردها علی، فقال رسول اللہ ﷺ نـفعل ذاک، فقلت یا رسول اللہ و ﷺ ان رایـت ان تـولّینی هذا الحق الذی جعله اللہ فی کتابه من هذا الـخمس فاقسمه فی مقامک کی لا ینازعنی احد بعدک فافعل فقال رسول اللہ ﷺ :نـفعل ذاک،فولانیه رسول اللہ ﷺ بـقسمته فی حیاته ثم ولانیه ابوبکر رضی اللہ عنه فقسمته .(۱)

ترجمہ: میں،فاطمہ،عباس اور زید بن حارثہ اکٹھے ہوئے،حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری عمر کافی گزر چکی ہے میری ہڈیاں بھی کمزور ہو چکی ہیں، مشقت بھی بہت ہے،اگر آپ کو مناسب لگے تو میرے لیے اس،اس طرح کھانے کے ایک وسق کا حکم فرما دیں تو کیا میں ایسا کرلوں؟ تو آپ نے فرمایا: کرلیں،پھر زید بن حارثہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے زمین عطا فرمائی میری معیشت بھی اسی سے تھی پھر آپ نے واپس لے لی اگر بہتر لگے تو آپ مجھے لوٹا دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم ایسا ہی کریں گے،پھر میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ خمس میں سے مل جائے تو آپ کی جگہ میں اس کو تقسیم کر دیا کروں تا کہ آپ کے بعد مجھ سے کوئی جھگڑا نہ کرے

---

(۱)-مسند البزار ۱/ ۳۸۱، الأموال لابن زنجویة ۳/ ٤٣

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ایسا کرلیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس کی تقسیم میرے سپرد کردی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تقسیم میرے سپرد کردی پھر میں نے اس کو تقسیم کیا۔

لوگوں میں سب سے بہادر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ایها الناس اخبرونی باشجع الناس قالوا او قال قلنا یا امیر المؤمنین قال اما انی ما بارزت احداالا انتصفت منه ولکن اخبرونی باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن قال: ابوبکر رضی الله عنه لما کان یوم بدرجعلنا لرسول الله ﷺ عریشا،فقلنا: من یکون مع رسول الله ﷺ لیلا یهوی الیه احد من المشرکین فوالله ما دنا منه الإ ا بو بکر شاهرابالسیف علی راس رسول الله ﷺ لا یهوی الیه احد الا اهوی الیه فهذا اشجع الناس فقال علی :ولقد رایت رسول الله ﷺ و اخذته قریش فهذا یجاه و هذا یتلتله وهم یقولون انت الذی جعلت الآلهة الها واحدا قال : فوالله ما دنا منه احد الاابو بکر یضرب هذا و یجاه هذا ویلتلتل هذاوهو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله ثم رفع علی بردة کانت علیه فبکی حتی اخضلت لحیته ثم قال:انشدکم بالله امؤمن آل فرعون خیر ام ابوبکرفسکت القوم فقال:الا تجیبونی فوالله لساعة من ابی بکرخیر من مل ء الارض من

مؤمن آل فرعون ذاک رجل کتم ایمانه و هذا رجل اعلن ایمانه.(۱)

ترجمہ: اے لوگو: مجھے یہ بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ وہ کہنے لگے آپ ہیں، تو آپ نے فرمایا: لیکن میں نے جس سے بھی مقابلہ کیا اس سے انتقام لے لیا مجھے بہادر شخص کا بتائیں، انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم کہ کون ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر ہیں، جب بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے لیے ہم نے خیمہ لگایا اور کہا، کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے تا کہ کوئی مشرک قریب نہ آئے، اللہ کی قسم ابوبکر ہی تلوار سونت کر بلند کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گئے، پھر جو بھی قریب آتا آپ اس سے مقابلہ کرتے، یہ ہیں سب لوگوں میں سے بہادر وشجاعت والی شخصیت (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) پھر حضرت علی فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا. کہ قریش نے آپ کو پکڑا ہوا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے سب خداؤں کو ایک ہی خدا بنالیا، پھر فرماتے ہیں: اللہ کی قسم حضرت ابوبکر کے سوا کوئی بھی قریب نہ ہوا، آپ رضی اللہ عنہ کبھی ایک کو مارتے کبھی دوسرے کو پکڑ کر گھسیٹتے اور کہتے: : تمہاری تباہی ہو تم ایسے شخص کو مار رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، پھر جو آپ پر چادر تھی وہ آپ نے پکڑی اور روتے ہی جا رہے تھے، یہاں تک کہ ریش مبارک تر ہو گئی، پھر حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو قسم دیتا ہوں اور

---

(۱)- مسند البزار ۱/ ٤٤٤، مجمع الزوائد ۸/ ۳٤٤، کنز العمال ۱۲/ ۵۲۵، الریاض النضرة :۳۳

سوال کرتا ہوں کہ: آل فرعون کا مؤمن بہتر ہے یا ابو بکر؟ سب خاموش رہے، تو فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے؟ اللہ کی قسم ابو بکر کا ایک لمحہ آل فرعون کے مؤمن سے بہت بہتر ہے، انہوں نے ایمان چھپایا اور انہوں (ابو بکر) نے ظاہر کیا۔

جس کو رسول اللہ ﷺ مقدم کریں اسے کون مؤخر کر سکتا ہے

حضرت سعید بن میبّب فرماتے ہیں:

خرج علی بن ابی طالب لبیعة ابی بکر فبایعه فسمع مقالة الانصار فقال علی کرم الله وجهه یآیها الناس ایکم یؤخر من قدم رسول الله ﷺ .قال سعید بن المسیب :فجاء علی بکلمة لم یات بها احد منهم.(۱)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابو بکر کی بیعت کے لئے حاضر ہوئے، بیعت کی پھر انصار کی بات سنی تو حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے فرمایا: اے لوگو: تم انہیں کیوں مؤخر سمجھتے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ نے مقدم کیا ہے۔

حضرت سعید بن میبّب فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کلمہ ارشاد فرمایا جو کسی اور نے نہیں فرمایا۔

---

(۱)—کنز العمال ۱/۵۸۶،شرح اصول اعتقاد اهل السنة۶/۲۶
مسند اهل بیت ص۷۰۹

سب سے معزز و بلند درجہ اور دین کو قائم رکھنے والے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان اکرم الخلق من هذه الامة على الله بعد نبيها وارفعهم درجة ابوبكر لجمعه القرآن بعد رسول الله ﷺ وقيامه بدين الله مع قديم سوابقه و فضائله . (۱)

ترجمہ: اللہ تعالی کے نزدیک اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے معزز اور بلند درجہ ابوبکر ہیں کیوں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد قرآن کریم کو جمع کیا اور دین کو قائم رکھا باوجود اس کے کہ آپ قبول اسلام اور فضائل میں مقدم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے مشابہت

حضرت اسید بن صفوان صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں:

لما توفى ابوبكر رضى الله عنه سجى بثوب فارتجت المدينة بالبكاء و دهش كيوم قبض رسول الله ﷺ و جاء على بن ابى طالب كرم الله وجهه مسترجعا مسرعا وهو يقول اليوم انقطعت

---

(۱)—کنز العمال، مسند اهل بیت ۷۰۹

خلافة النبوة حتی وقف علی باب البیت الذی هو فیه ابوبکر،فقال: رحمک الله یا ابا بکر کنت اول القوم اسلاما و اخلصهم ایمانا و اشدهم یقینا و اخوفهم لله واعظمهم غناء و احوطهم علی رسول الله ﷺ و احدبهم علی الاسلام و آمنهم علی اصحابه و احسنهم صحبة و افضلهم مناقب و اکثرهم سوابق وارفعهم درجة و اقربهم من رسول الله ﷺ واشبههم به ھدیا و خلقا و سمتا و اوثقهم عنده و اشرفهم منزلة فجزاک الله عن الاسلام و عن رسوله و عن المسلمین خیرا صدقت رسول الله ﷺ حین کذبه الناس فسماک الله فی کتابه صدیقا فقال : والذی جآء بالصدق محمد و صدق به ابوبکر واسیته حین بخلوا و قمت معه حین عنه قعدوا وصحبته فی الشدة اکرم الصحبة والمنزل علیه السکینة رفیقه فی الهجرة ومواطن الکربة خلفته فی امته باحسن الخلافةحین ارتدت الناس فقمت بدین الله قیاما ما لم یقمه خلیفة نبی قط فوثبت حین ضعف اصحابک ونهضت حین وهنوا ولزمت منهاج رسوله .... وسکت الناس حتی قضی کلامه ثم بکی اصحاب رسول الله ﷺ وقالوا صدقت یاابن عم رسول الله ﷺ و رضی عنه.(۱)

---

(۱)—مسند البزار ۲/۲۲-۲۳

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آپ کو کپڑے میں لپیٹا گیا پھر پورا مدینہ رونے کی آواز سے گونج اٹھا اور ایسی دہشت تھی جیسی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ جلدی جلدی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے آج خلافتِ نبوت منقطع ہوگئی حتی کہ آپ اس گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، فرمایا: اے ابوبکر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ سب سے پہلے اسلام لائے، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص اور یقین میں پختہ، اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور سب سے زیادہ غنی، رسول اللہ ﷺ کے معاملہ میں سب سے زیادہ احتیاط کرنے والے، اسلام کی طرف سب سے زیادہ راغب اور اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ امانتدار، اچھی صحبت، اعلیٰ مناقب، سبقت لے جانے والے، بلند درجہ اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی، اور ہدایت، خلافت، علامت میں رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ مشابہ، رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے بلند مرتبے اور اعتبار والے تھے، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں سے بھلائی کی بہترین جزا دے جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا تو آپ نے تصدیق کی، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کو اسم صدیق سے موسوم کیا، فرمایا(: والذی جآء بالصدق) سے مراد محمد ﷺ اور(و صدق به) سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، آپ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا جب لوگوں نے کنجوسی کی اور آپ اس وقت کھڑے ہوئے جب لوگ بیٹھ گئے، سخت لمحات میں آپ نے ساتھی ہونے کا حق ادا کر دیا، آپ پر سکون نازل کیا گیا، ہجرت اور مشکل مقامات پر

آپ ﷺ کے رفیق رہے، امت کے لئے خلافت کا حق ادا کیا، جب لوگ اسلام سے پھرنے لگے تو آپ نے اس طرح قائم رکھا کہ کسی نبی کے خلیفہ نے ایسا نہ کیا، آپ نے بہادری کا مظاہرہ کیا جب لوگ کمزور ہونے لگے، جب لوگ سست ہونے لگے تو آپ نے چستی دکھائی، اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مبارکہ کو لازم پکڑا ۔۔۔۔۔لوگ خاموش رہے یہاں تک کہ آپ نے کلام پورا فرمایا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رو پڑے اور کہا اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد آپ نے سچ فرمایا۔

اسلامی نظام آپ کے سبب سے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما ندر ابوبکر رضی اللہ عنہ الی ذی القصة فی شان اهل الردۃ واستوی علی راحلته اخذ علی بن ابی طالب بزمام راحلته وقال : الی این یا خلیفة رسول اللہ ﷺ اقول لک ما قال لک رسول اللہ ﷺ یوم احد، شم سیفک ولا تفجعنا بنفسک وارجع الی المدینة فو اللہ لئن فجعنا بک لا یکون للاسلام نظام ابدا. (۱)

ترجمہ: جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فتنہ ارتداد کے معاملہ کے لئے نکلے، اپنی سواری پر سوار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی سواری کی لگام پکڑی اور فرمایا: اے

---

(۱)—کنز العمال ۵ / ٦٦٥

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کہاں جا رہے ہیں میں آپ سے وہ بات کہہ رہا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز کہی تھی، آپ تلوار نیام میں ڈالیں اور اپنی ذات کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ پہنچانا اللہ کی قسم اگر ہمیں آپ کی ذات کے سبب تکلیف پہنچی تو اسلامی نظام نہ رہے گا۔

آپ سے اچھا خلیفہ میری آنکھ نے نہ دیکھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فقام مقامه ابوبكر الصديق،فوالله يا معشر المهاجرين ما رايت خليفة احسن اخذا بقائم السيف يوم الردة من ابى بكر الصديق يومئذ قام مقاما احيا الله به سنة النبى ﷺ فقال: والله لو منعونى عقالا لاجاهدنهم فى الله فسمعت و اطعت لابى بكر و علمت ان ذلك خير لى، فخرج من الدنيا خميصا،و كيف لا اقول هذا فى ابى بكروابو بكر ثانى اثنين و كانت ابنته ذات النطاقين يعنى اسماء تتنطق بعباء ة له، و تخالف بين راسه وما معها يعنى رغيفين فى نطاقهافتروح بهما الى محمد ﷺ و كيف لا اقول هذا،وقد اشترى سبعة ثلاث نسوة و اربعة رجال كلهم اوذى فى الله و فى رسول الله ﷺ. وكان بلال منهم،وتجهز رسول الله ﷺ بماله ومعه يومئذاربعون الفافدفعها

الی رسول اللہ ﷺ فھاجر بھا الی طیبۃ.(۱)

ترجمہ: آپ ﷺ کی جگہ حضرت ابوبکر خلیفہ نامزد ہوئے، اللہ کی قسم اے گر
مہاجرین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا بہترین خلیفہ میں نے آج تک نہیں دیکھا جس
نے فتنہ ارتداد کے موقع پر تلوار تان لی اس دن سے آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسو
اللہ ﷺ کے طریقہ مبارکہ کو حیات بخشی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ا
کی قسم اگر مجھے ایک رسی سے بھی منع کیا گیا تو میں اس سے اللہ کی راہ میں جہاد کروں گ
حضرت علی فرماتے ہیں پس میں نے سنا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت
کی، میں نے جان لیا کہ میرے لئے یہی بہتر ہے، پس آپ دنیا سے بھوکے اور خا
پیٹ تشریف لے گئے تو کیسے میں ان کی شان بیان نہ کروں، حضرت ابوبکر لقب ثا
اثنین سے ملقب تھے، آپ کی بیٹی (حضرت اسماء) ذات النطاقین سے ملقب تھیں
آپ رضی اللہ عنہا نے ڈوپٹے کے کناروں کے ساتھ روٹیاں باندھ دیں، رات ک
وقت رسول اللہ ﷺ کی طرف بھجوادیے پھر میں یوں کیوں نہ کہوں، آپ رضی اللہ ع
نے سات لوگوں میں سے تین عورتوں اور چار مردوں کو آزاد کروایا، ان سب کو ذا
باری تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے تکلیف دی گئی، ان میں س
بلال بھی تھے آپ نے اپنے مال کے ساتھ چالیس ہزار اور جو کچھ پاس تھا جنگ ک
تیاری کے لئے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا، اور آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ ک
طرف ہجرت بھی کی۔

---

(۱)– کنز العمال ۵/۷۲۰

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار نہیں کیا

امام محمد بن سرین فرماتے ہیں:

لما بویع ابوبکر أبطأ علی عن بیته، وجلس فی بیته فبعث الیه ابوبکر ما ابطأ بک عنی أکرهت امارتی؟ فقال علی: ما کرهت امارتک ولکنی آلیت الا أرتدی ردائی الا الی صلاة حتی اجمع القرآن.(۱)

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تاخیر ہوئی اور گھر میں ہی رہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو آپ کے پاس بھیجا اور فرمایا، کس وجہ سے میری بیعت میں تاخیر ہے؟ کیا میری امارۃ ناپسند ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کی خلافت کو ناپسند نہیں کیا لیکن میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک قرآن کریم جمع نہ کرلوں تب تک نماز کے علاوہ کبھی چادر نہیں اوڑھاؤں گا۔

---

(۱)۔الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱/۲۹۸، الریاض النضرة ۱/۱۱۷

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بہتر

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا:

الا تستخلف قال لا استخلف ولكنى اتركم كما تركنا رسول الله ﷺ دخلنا على رسول الله ﷺ فقلنا يا رسول الله ﷺ ألا تستخلف فقال: ان يعلم الله فيكم خيرا استعمل عليكم فعلم الله فينا خيرا فاستعمل علينا ابا بكر .(١)

ترجمہ: کیا آپ خلیفہ نہیں بنیں گے؟ فرمایا: نہیں، میں تم کو اسی حالت پر چھوڑ رہا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھوڑا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، عرض کی کیا آپ خلیفہ کا انتخاب نہیں فرمائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے، تم میں سے جو بہتر ہے وہ ہی نامزد کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے بہتر کا انتخاب فرما کر ابوبکر کو ہم پر خلیفہ نامزد کر دیا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے آپ نے فرمایا: میں تم کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بہتر پر تم کو جمع فرمائے گا۔

---

(١)–الرياض النضرة ١/٦٣، مختصر الموافقة :٥٥

ابوبکر رضی اللہ عنہ پختہ دل والے

ابوشریحہ فرماتے ہیں:

سمعت عليا على المنبر يقول : ان ابا بكر مثبت القلب. (١)

ترجمہ: میں نے منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرمارہے تھے: بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پختہ دل والے ہیں۔

حج کے لیے بطور امیر مقرر

امام ابن اسحاق فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے:

ثم بعث ابا بكر اميرا على الحج فى سنة تسع ليقيم للمسلمين حجهم، والناس من اهل الشرك على منازلهم من حجهم، فخرج ابوبكر و من معه من المسلمين، و نزلت برأة فى نقض ما بين رسول الله ﷺ والمشركين من العهد الذى كانوا عليه.

---

(١)–الرياض النضرة ١/٦٤

وقال ابن اسحاق: فخرج علی بن طالب علی ناقة رسول اللہ ﷺ العضباء، حتی ادرک ابا بکر بالطریق، فلما رأہ ابوبکر الصدیق، قال: امیر أو مأمور؟ فقال: لا بل مأمور، ثم مضیا. الخ. (۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو 9 ھ کو حج کے لئے امیر بنا کر بھیجا گیا تا کہ مسلمان حج ادا کرلیں، اور مشرک اپنی اپنی جگہ رہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ نکلے، اور سورہ برأت اس معاہدہ توڑنے کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین میں تھا، ابن اسحاق فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی عضباء اونٹنی پر سوار ہو کر نکلے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راستے میں پالیا، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا: امیر یا مأمور؟ (آپ امیر بن کر آئے یا میری اطاعت میں ہی رہیں گے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مأمور (آپ کی اطاعت میں) پھر دونوں چل پڑے۔

---

(۱)— دلائل النبوة للبیہقی ۵/۳۷۸

رسول اللہ ﷺ کے ہم سفر

ہجرت کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی جگہ آپ کا کپڑا لے کر سوئے ہوئے تھے:

فجآء ابوبکر و علی نائم قال، وابو بکر یحسب انه نبی الله ﷺ قال : فقال: یا نبی الله قال :، فقال له علی ان نبی الله قد انطلق نحو بئر میمون فادرکه قال: فانطلق ابوبکر فدخل معه الغار. (۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ عالم خواب میں تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا شاید اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ (آرام فرما رہے) ہیں، کہنے لگے اے اللہ کے نبی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ بئر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں آپ ان کے پاس چلے جائیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔

---

(۱)—مسند احمد ۶/ ۴۳۷، الشریعة للآجری ۴/ ۱۴۱

کتاب اللہ میں امارت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واللہ ان امارة ابی بکر و عمرلفی کتاب اللہ :(واذا اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا)،قال لحفصة: ابوک و ابوعائشة والیا الناس من بعدي،فایاک عن تخبری احدا.

قال الهندی: (عد و العشاری وابن مردویةوابو نعیم فی فضائل الصحابة کر).(۱)

ترجمہ: اللہ کی قسم ابوبکر وعمر کی حکومت (کا ذکر) قرآن مجید میں موجود ہے: (اور نبی نے کسی ایک زوجہ کو مخفی طور پر یہ بات بتائی) یعنی نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ سے یہ کہا تھا کہ: آپ کے والد اور عائشہ کے والد میرے بعد لوگوں کے خلیفہ ہوں گے کسی کو بھی یہ بات بتانے سے گریز کرنا۔

---

(۱)–کنز العمال ۵/ ۶۵۷

اللہ کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی بہتر ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واللہ ان خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر. واللہ ان خیر الناس بعد ابی بکر عمر. (۱)

ترجمہ: اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی فیصلے کریں گے

سہل بن ابی خیثمہ فرماتے ہیں:

بایع اعرابی النبی ﷺ الی أجل، فقال علی للاعرابی: ائت النبی ﷺ فسله ان أتی علیه أجله من یقضیه؟ فأتی الاعرابی النبی ﷺ فسأله فقال: (یقضیک ابوبکر) فرجع الی علی فأخبره، فقال

---

(۱)–تحفة الصدیق لابن بلبان ۱/۷

ارجع الی النبی ﷺ فسله ان أتی علی ابی بکر أجله من یقضیه؟ فأتی الاعرابی النبی ﷺ فسأله .فقال: (یقضیک عثمان)،فقال علی للاعرابی : ائت النبی ﷺ فسله ان أتی علی عثمان أجله فمن یقضیه ؟ فسأله فقال النبی ﷺ :(اذا اتی علی أبی بکر أجله،وعمر، وعثمان فان اِستطعت ان تموت فمت)(۱)

ترجمہ: اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی ایک مدت تک بیعت کی،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ اورعرض کرو کہ اگر آپ کی مدت پوری ہوگئی تو پھر فیصلے کون کرے گا، وہ اعرابی آیا اور یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کریں گے ۔پھر وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ساری بات بتائی،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ وہ ہی بات کہہ کر بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا:عثمان، پھر اسے بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب ابوبکر وعمر اور عثمان نہ رہیں تو تجھ سے ہوسکا تو تو بھی نہ رہنا۔

---

(۱)—تحفة الصدیق لابن بلبان ۱/ ۷

اللہ تعالٰی نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہی مقدم کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال لی رسول اللہ ﷺ: سألت اللہ ان یقدمک ثلاثا،فأبی علی الا تقدیم ابی بکر.(١)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تین بار اللہ تعالٰی سے آپ کی تقدیم کا سوال کیا تو اللہ تعالٰی نے ابوبکر کے علاوہ انکار فرمادیا۔

آپ رضی اللہ عنہ بردبار تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان ابوبکر رضی اللہ عنہ اواھا حلیماو کان عمر مخلصا ناصحاللہ فنصحۃواللہ ان کنا اصحاب محمد ﷺ ونحن متوافرون.....الخ.(٢)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے دردمند، بردبار تھے اور عمر مخلص، اللہ کی ذات کی خاطر خیرخواہ تھے، اللہ کی قسم ہم محمد ﷺ کے ساتھی تھے اور بہت تھے۔

---

(١)—تاریخ بغداد ١١٨/٥، تاریخ الخلفاء ٤٤/١، الریاض النضرۃ ص ٢٧٥

(٢)— امالی ابن بشران ١٨٧/١،فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل ١٠٩/٢،کنز العمال ٢٤/١٣

ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہیں

نزال بن سبرہ کہتے ہیں:

واقفنا من علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ ذات یوم طیب نفس و مزاحا فقلنا :یا امیر المؤمنین حدثنا عن اصحابک،قال : کل اصحاب رسول اللہ ﷺ اصحابی،قلنا حدثنا عن اصحابک خاصۃ،ما کان لرسول اللہ ﷺ صاحب الا کان لی صاحبا،قلنا حدثنا عن ابی بکر قال: ذاک امرؤ سماہ اللہ عزوجل صدیقا علی لسان جبریل علیہ السلام وعلی لسان محمد ﷺ،کان خلیفۃ رسول اللہ ﷺ رضیہ لدیننا فرضیناہ لدنیانا.(۱)

ترجمہ: ایک دن ہمیں پتہ چلا،حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش مزاجی اور مزاح کے موڈ میں ہیں ہم نے عرض کی:اے امیر المؤمنین اپنے ساتھیوں کے بارے میں کچھ بتایئے تو آپ نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ میرے دوست ہیں،ہم نے عرض کی: کچھ خاص دوستوں کا بتایئے تو آپ نے فرمایا: جو بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں میرے دوست ہیں،پھر ہم نے کہا : ہمیں ابوبکر کے بارے میں بتائیں

---

(۱)—الشریعۃ للآجری۳/۱۰ ۳

آپ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام اور محمد ﷺ کی زبانِ اقدس سے صدیق رکھا وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے، آپ ﷺ ان سے دینی معاملات میں راضی تھے تو ہم دنیاوی معاملات میں ان سے راضی ہو گئے۔

ہم نے معاملہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ولكن نبيكم نبي رحمة، لم يمت فجأة، ولم يقتل قتيلا، مرض ليالي و اياما، وايا ما وليالي، فيأتيه بلال فيؤذنه بالصلوة، فيقول مروا ابا بكر فليصل بالناس، وهو يرى مكاني فلما قبض رسول الله ﷺ نظرنا في أمرنا، فاذا الصلوة عضد الاسلام وقوام الدين فرضينا لدنيانامن رضي رسول الله ﷺ لديننا فولينا الأمر ابا بكر. الخ .(١)

ترجمہ: لیکن تمہارے نبی نبیِ رحمت ہیں اچانک ان کا وصال نہیں ہوا، نہ ہی وہ قتل کیے گئے وہ کچھ دن اور راتیں بیمار رہے، بلال نماز کی اذان کے لیے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دیں کہ وہ میری جگہ نماز پڑھائیں، جب رسول

---

(١)—الشريعة للآجري ٣/٣١٢

اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا، جب نماز اسلام کا رکن او
دین کی بنیاد ہے تو ہم دینی امور میں رسول اللہ ﷺ کی رضا کی خاطر دنیاوی امور میں
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے اور معاملہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے
سپرد کر دیا۔

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دین میں ایسے جیسے سر کے ساتھ کان اور آنکھیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ اراد ان يرسل رجلا فى حاجة مهمة وابو
بكر وعمر عن يمينه و عن يساره، فقال على رضى الله عنه : ألا تبعث
هذين ؟قال : وكيف ابعث هذين وهما من هذا الدين بمنزلة السمع
والبصر من الرأس. (۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ضروری کام کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا
ابوبکر، وعمر آپ کے دائیں، بائیں موجود تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی:
آپ ان دو کو نہیں بھیجیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان دونوں کو کیسے بھیجوں
دونوں تو اس دین میں ایسے ہی ہیں جیسے سر سے کان اور آنکھ۔

---

(۲)-الشريعة للآجرى ۳/۴۵۳

آپ رضی اللہ عنہ کا سارا گھرانہ مسلمان تھا

حضرت علی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں:

اسلم ابواہ جمیعا و لم یجتمع لأحد من الصحابة المهاجرین ابواہ غیرہ. (۱)

ترجمہ: آپ کے والدین اسلام لائے اور یہ صفت مہاجرین صحابہ میں سے کسی اور میں جمع نہیں تھی۔

ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما زیارتِ قبرِ نبی ﷺ کے لیے اکٹھے داخل ہوئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جآء ابوبکر وعلی یزوران قبر النبی ﷺ بعد وفاته بستة ایام فقال علی لأبی بکر تقدم یا خلیفة رسول الله ﷺ فقال ابوبکر: ما کنت لأتقدم رجلا سمعت رسول الله ﷺ یقول :علی منی کمنزلتی

---

(۱)—الریاض النضرة فی مناقب العشرة ۱/۳۱

من ربی فقال علی: ما کنت لأتقدم رجلا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول :ما منکم من أحد الا و قد کذبنی غیر أبی بکر ومامنکم من أحد یصبح الا علی بابه ظلمة الا باب أبی بکر فقال أبو بکر : سمعت رسول اللہ ﷺ یقوله قال : نعم، فأخذ ابوبکر بید علی ودخلا جمیعا .

خرجه ابن السمعان فی الموافقة.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھٹے دن آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے، حضرت علی نے حضرت ابوبکر سے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ آگے تشریف لائیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص سے آگے نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: علی کا مرتبہ میرے نزدیک یوں ہی ہے جیسے میرا میرے اللہ کے ہاں ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی ایسے شخص سے آگے نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم سب نے ابوبکر کے سوا میری تکذیب کی، ابوبکر کے سوا باقی سب کے دروازوں پر صبح تاریکی ہوتی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی سنا؟ تو حضرت علی نے فرمایا: ہاں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے داخل ہوئے۔

---

(۱)۔ الریاض النضرة ۱/ ۵٦

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مہربان اور عظیم تر تھے

امام شعبی فرماتے ہیں:

ان ابا بكر نظر الى على بن ابى طالب (رضى الله عنهما) فقال: من سره ان ينظر الى اقرب الناس قرابة من نبيهم ﷺ واعظمهم عنه غناء و أحفظهم عنده منزلة فلينظر الى على بن أبى طالب فقال على لئن قال انه لأرأف الناس، وانه لصاحب رسول الله ﷺ فى الغار، وانه لأعظم الناس غناء عن نبيه ﷺ فى ذات يده خرجه ابن السمان.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، فرمایا: جس کو ایسی شخصیت دیکھنا اچھا لگے جو نبی کریم ﷺ کے زیادہ قریب، لوگوں میں سے بڑی مال و دولت والی، اور مرتبے والی ہو تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں میں یہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سب سے بڑے مہربان، وغار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور نبی کریم ﷺ کے نزدیک سب سے بڑے غنی ہیں۔

---

(۱)—الرياض النضرة ۱/۵۹

ہر بھلائی میں آگے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

لما أمر الله تبارک وتعالی رسول الله ﷺ ان یعرض نفس علی قبائل الارض خرج وانا معه وابو بکرفدفعنا الی مجالس العرب فتقدم ابوبکر وکان مقدما فی کل خیر وکان رجلا نساب .الخ....(۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قبائل کے پاس جانے کا حکم فرمایا، آپ تشریف لے گئے آپ کے ساتھ میں اور ابوبکر تھے جب ہم عرب کی مجلسوں میں گئے ابوبکر آگے ہوئے اور وہ ہر بھلائی میں آگے ہی تھے اور لوگوں کے نسبوں کو جاننے وا تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اور کوئی نہیں پڑھا سکتا

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ماتت فاطمة بین المغرب والعشاء فحضرها ابوبکر و عم

---

(۱)–الریاض النضرة ۱/ ۵۳

وعثمان والزبير و عبد الرحمن بن عوف فلما وضعت ليصلى عليها قال علی رضی الله عنه : تقدم يا ابا بكر قال: وانت شاهد يا ابا الحسن قال : نعم تقدم فوالله لا يصلى عليها غيرک، فصلى عليها ابوبكر رضى الله عنهم اجمعين ودفنت ليلا. خرجه البصرى و خرجه ابن السمان فى الموافقة.(١)

ترجمہ: مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا ت، حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وزبیر اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے جب نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے آپ کی میت کو رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر آگے ہوں (نماز جنازہ پڑھائیں) تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے ابوالحسن: آپ موجود ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں آپ آگے تشریف لائیں، اللہ کی قسم ہے آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں پڑھائے گا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کو دفن کیا گیا۔

---

(١)—الرياض النضرة فى مناقب العشرة ١/٨٢

قیامت تک جو بھی ایمان لائے گا اس کا اجر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ملے گا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ يقول لأبي بكر :يا ابا بكر ان الله اعطاني ثواب من آمن به منذ خلق ادم الى ان بعثني وان الله أعطاك ثواب من آمن بي منذ بعثني الى أن تقوم الساعة . خرجه الخلعى والملاء و صاحب فضائله.(۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے اے ابو بکر: اللہ تعالیٰ نے مجھے تخلیق آدم سے میری بعثت تک جو اس پر ایمان لایا اس کا ثواب عطا کیا، اور اللہ تعالیٰ میری بعثت سے قیامت تک جو مجھ پر ایمان لایا تجھے ثواب عطا فرمائے گا۔

---

(۱)—الرياض النضرة ۱/ ۸۸

میرا عمل رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قد اخذ رسول اللہ ﷺ من المجوس الجزية و ابوبكر و انا.

(۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور میں نے مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اوصاف حمیدہ اور صفات جمیلہ سے آپ کو بہرہ ور کیا ہے وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آئیں۔ یقیناً وہ آپ ہی کا خاصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو فیضان نبوت سے وافر حصہ عطا کر کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل واعلیٰ، ذات ونوع میں فاضل وممتاز، دنیاوی واخروی کامیابی کی بشارت، خلافت کی اہلیت وسپردگی، نیابت رسول کریم ﷺ، مضبوط ایمان ودل، امین وھادی وراہبر وراہنما اور نہایت ہی مہربان شخصیت جیسی خوبیوں سے سرفراز فرما کر اہل جہاں سے ممتاز کر دیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ساری عظمتوں ورفعتوں کا خلاصہ اور لب لباب آپ کی ذات گرامی ہے۔ اور بس۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

---

(۱)—المسند لابی یعلی ۱/۴۲۸، اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری ۵/۱۰۴، المسند الجامع ۳۱/۲۷۳

ندیم بن صدیق اسلمی کی دیگر کتب

- ☆ اللہ اور رسول ﷺ کافی ہیں
- ☆ اسلام کا تصور اجتہاد
- ☆ عصر حاضر میں اجتہاد (حائل رکاوٹیں اور حل کے لیے تجاویز)
- ☆ اسلام کا تصور وحی
- ☆ قرآن اور مخالفین قرآن
- ☆ اسلام کا تصور اعتکاف
- ☆ حدیث وسنت بحیثیت قانون حجت
- ☆ درر الکلام فی ترک قرأت خلف الامام
- ☆ حفظان صحت کے اصول (سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)
- ☆ قرآن کریم کا اسلوب ونظم
- ☆ شریعت، طریقت اور حقیقت
- ☆ امام ابو حنیفہ کی مجلس قانون شرعی

المصادر و المراجع

1	القرآن الكريم
2	كتب التفسير
3	تفسير ابى السعود
4	تفسير ابن جرير الطبرى
5	بحر العلوم
6	الجامع لاحكام القرآن
7	روح البيان
8	زاد الميسر
9	فتح القدير
10	تفسير قشيرى
11	تفسير كبير
12	الكشاف
13	الكشف و البيان
14	مجمع البيان
15	مدارك التنزيل

16	معالم التنزيل
17	النكت والعيون
18	كتب الحديث
19	اتحاف الخيرة المهرة
20	الآحاد والمثانى
21	الاحاديث المختارة
22	الاعتقاد
23	امالى لابن بشران
24	امالى المحالى
25	الاموال لابن زنجويه
26	الاوسط لابن منذر
27	جامع الاحاديث
28	جامع الاصول لابن اثير
29	الجامع للترمذى
30	الجامع الصحيح
31	حديث خيثمة

32	السلسلة الصحيحة
33	سنن ابن ماجة
34	سنن ابی داؤد
35	السنن الكبرى النسائی
36	السنن الكبرى للبيهقی
37	السنن الصغير
38	السنة لابن ابی عاصم
39	السنة لعبد الله بن احمد
40	شبهات الرافضة
41	شرح السنة
42	الشريعة للآجری
43	شعب الايمان للبيهقی
44	ظلال الجنة
45	غاية المقتصد
46	كنز العمال
47	فضائل القرآن لابن كثير

المستخرج لابی عوانة	48
مجمع الزوائد مع منبع الفوائد	49
المستدرك على الصحيحين	50
المستخرج للطوسى	51
المسند لابن ابى الجعد	52
المسند لابى يعلى	53
المسند لاحمد بن حنبل	54
المسند لابى داؤد الطيالسى	55
المسند للبزار	56
المسند الجامع	57
المسند للحميدى	58
المسند الصحابة	59
المسند لعبد الله بن مبارك	60
مسند اهل بيت	61
مشكل الآثار	62
المصنف لابن ابى شيبة	63

64	المصنف لعبد الرزاق
65	المعجم الكبير
66	المعجم الاوسط
67	معرفة السنن والآثار
68	منهاج السنة النبوية
69	كتب علوم الحديث
70	تخريج مناقب عمر بن الخطاب لابن الجوزى
71	تقريب التهذيب
72	تهذيب التهذيب
73	تهذيب الكمال
74	سير اعلام النبلاء
75	الضعفاء للعقيلى
76	لسان الميزان
77	المختصر فى اصول الحديث
78	المقدمة فى اصول الحديث
79	كتب السيرة

80	الخصائص الكبرى
81	دلائل النبوة
82	سبل الهدى والرشاد
83	السيرة لابن اسحاق
84	السيرة النبوية لابن كثير
85	كتب التاريخ والطبقات
86	الاستيعاب فى معرفة الاصحاب
87	اسد الغابة
88	اعلام الصحابة
89	الاصابة فى تمييز الصحابة
90	الانتصار
91	البداية والنهاية
92	بغية الطلب فى تاريخ حلب
93	تاريخ الاسلام
94	تاريخ بغداد
95	تاريخ جرجان

96	تاریخ الخلفاء
97	تاریخ دمشق
98	تاریخ مدینة
99	تثبیت الامامة و ترتیب الخلافة
100	التحفة السنیة
101	تحفة الصدیق
102	الحسام السلول
103	حلیةالاولیاء
104	الریاض النضرة فی مناقب العشرة
105	الصواعق المحرقة
106	الطبقات الکبری
107	غایة النهایة فی طبقات القراء
108	الفضائل لابی بکر العشاری
109	فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم
110	فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل
111	القوائد البدیهیة

112	الكامل لابن عدى
113	مجموعة الفتاوى
114	مختصر تاريخ دمشق
115	مطلع القمرين
116	المعجم لابن العربى،معرفة الصحابة لابى نعيم
117	کتب شروحات
118	تحفة الاحوذى
119	فتح البارى
120	شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة
121	شرح عقيدة الطحاوية
122	شرح نهج البلاغة
123	نزهة النظر فى شرح نخبة الفكر
124	كتب اللغة
125	الصحاح فى اللغة
126	القاموس المحيط